

مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۲۸

مُجُوباًنِ خدائے استعانت، استمداد
و توسل کے مسئلہ پر ایک نفیس سَوال

انوارِ الانتباه

فی حلِ ندایِ یارسُوالِ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

مُجَدِّدِ بَرَحِ قُصے
امام احمد رضا خان

رحمۃ اللہ علیہ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان



محبوبانِ خدا سے استعانت، اتمداد و توسل کے مسئلے پر ایک نفیس رسالہ

مفت سلسلہ
اشاعت نمبر ۲۸

مع

* * *
النوار الانبیاء
* * *

فی حق نداء یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مجدد برحق امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

نامشر:

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار

میٹھا در کراچی

پیش لفظ

علم غیب بنی و حاضر ناظر کے ساتھ ساتھ توسل، استدرا اور مجاہدانہ خدا سے استعانت جیسے عقائد بریلوی اور دیوبندی اختلافات میں سے چند ہیں۔ ان میں توسل و استعانت ایسے عقائد ہیں کہ مسلمان ہمیشہ سے ہی ان کے قائل رہے ہیں، آقائے نامدار مدنی، تاجہ جناب احمد مجتبیٰ رحمہ مصطفیٰ علی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی پیدائش سے قبل، آپ کی حیات ظاہری میں اور آپ کے بظاہر اس دنیا سے پردہ فرمائے کے بعد بھی توسل کیا جاتا رہا ہے۔

مجاہدانہ خدا سے استعانت سے شمارائیت مقدسہ لائقہ الاحادیث کو بر اور انکس احوال صیابہ کرام و آدماء و بزرگان دین سے ثابت ہے۔ غیر کلمہ اللہ (م) اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ نہ صرف بزرگان دین ہمارے لئے اللہ کی عطا سے مددگار کا سامان اور بارگاہ الہی کی طرف ذیل ہیں بلکہ ان ذات قدسہ سے منسوب ہونے ہمارے لئے بارگاہ الہی میں وسیلہ کا درجہ رکھتی ہے اور یہ بات دلائل قاطعہ سے ظہور میں آتی ہے۔

جب سے دیوبندی فرقہ معرض وجود میں آیا ہے اس نے مسلمانوں کے دلوں سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال دولت کو ختم کرنے کیلئے مسلمانوں کے بنیادی عقائد ہی کو ٹھکڑ و شرک سے تعبیر کرنا شروع کر دیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، اس کے برعکس بعض علماء دیوبندی علماء دیوبند بھی مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی طرح نہ صرف عقیدہ توسل کے قائل ہیں بلکہ اپنی کتب میں اپنے اکابرین سے توسل کرتے چلے آئے ہیں۔

زیر نظر رسالہ "توسل" میں ان علماء دیوبند کا تذکرہ ہے جو نہ صرف توسل کے قائل ہیں بلکہ اپنے اکابرین سے توسل بھی کرتے ہیں انکے اعلیٰ و فزیر نظر رسالے میں توسل کے جو اہل قرآن و احادیث و اقوال و افعال بزرگان دین سے دلائل بھی دیئے گئے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم الامام احمد رضا خان فاضل بریلوی کا ایک نایاب رسالہ انوار الانشاہ فی قلل علماء یا رسول اللہ بھی شامل ہے جو کہ علماء یا رسول اللہ کے خواجہ پر ایک لاکھ چوبیس رسالہ ہے اور جس کی توفیق میں صرف نے کہنا کافی ہوگا کہ یہ رسالہ مجدد اعظم، کارسار ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت اس رسالے کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت شائع کر رہی ہے اللہ تعالیٰ جمعیت کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین !

مجاہد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک وقار الدین علیہ الرحمہ محمد رفیع خان و قاری

فہرست

استعانت	۵	وصال کے بعد توسل	۵۰
امام احمد رضا کا عقیدہ استدرا و	۵	ایمراج صحابہ	۵۵
استعانت اور توسل ایک ہی شے ہے	۶	توسل اور اقتدار بعد	۵۹
اقسام نسبت	۷	توسل اور اقتدار علام	۶۱
قول فیصل	۱۱	توسل اور امام ابن الحاج	۶۶
استعانت اور قرآن	۱۲	توسل اور اہل حدیث کے مسلم علماء	۷۱
یا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت	۱۳	توسل اور علماء دیوبند	۷۳
اب و جیلان اور استعانت	۱۴	توسل اور عالم اسلام کے موجود علماء	۷۶
عراق کا استغاثہ	۲۴	قیامت کے دن توسل	۸۵
خریفہ معنوی	۲۹	ارباب ولایت سے توسل	۸۶
توسل	۳۰	صلوٰۃ غوثیہ	۹۵
نہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول اعمال	۳۸	رسالہ شہادۃ، انوار الانشاہ	
رد ذات کو سید بسند		فی حلال نداء یا رسول اللہ	۹۹
حمزہ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل	۴۱	مسئلہ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم	
ولادت باسعادت سے پہلے توسل	۴۱		
حیات ظاہر و میں توسل	۴۳		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استعانت

انسان طبعی طور پر اپنی بقا اور زندگی گزارنے میں مخلوق خدا کی امداد کا محتاج واقع ہوا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ میں کسی بھی مخلوق کی امداد کے بغیر زندہ رہتا چاہتا ہوں تو اسے بھی مشورہ دیا جائے گا کہ آپ موجودہ دھڑ کی مہذب اور متقدم زندگی کو خیر یا دیکھ کر پیشتر اور غاروں کے دور میں چلے جائیے، جہاں ذلیاس سے عرق بہے نہ عمارت سے نہ سواری میں سر ہے اور نہ ہی زندگی کی دیگر ہر باتوں کا تصور ہے۔

یاد رہے کہ کارساز حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مخلوق میں سے جو بھی کسی کی امداد کرتا ہے، وہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے، بندہ تو اس کی امداد کا مظاہر ہے، اور نہ اگر کوئی چاہے کہ میں از خود عطائے الہی کے بغیر کسی کی امداد کروں، تو یہ ممکن نہیں ہے اور کسی کے پاس میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ از خود امداد کر سکتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد و عطائے کی ضرورت نہیں ہے۔

امام احمد رضا بریلوی کا عقیدہ استمداد

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

”اُس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس میں بغیر خدا سے شرک ہے، یعنی اسے قادر بالذات و مالک مستقل جان کر دماغ غائب یا بی معنی اگر وہ مرض میں طیب یا دوا

ولا یوم الذی ملأت عظمتہ السموات والأرض الذی (۱) عنت له الوجوه وخشعت له الأصوات (۲) ووجلّت القلوب من خشیتہ : أن تصلى علی محمّد ﷺ وأن تطیعنی حاجتی وہی کذا وكذا فانه یتجاوب له إن شاء اللہ تعالیٰ، قال وكان یقول : لا تعلموا سفہاءکم اثلاً بدعوا بہ فی ماتم أو قطیعة رحم .

(و اما حدیث ابی الدرداء)

۱۰۷ - فقال الطبرانی فی المعجم الكبير حدثنا محمد بن علی بن حبيب الطبرانی الرقی حدثنا محمد بن علی بن میمون حدثنا حلیہان بن عبد اللہ الرقی حدثنا بقیة بن الولید عن ابراهیم بن محمد بن زیاد قال : سمعت خالد بن معدان یحدث عن ابی الدرداء قال : قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : من صلی علی حین یصبح عشرا وحین یمسی عشرا أدركته شفاعة (۳) .

۱۰۸ - قال الطبرانی : حدثنا یحیی بن أبیوب العلاف حدثنا سعید بن أبی مریم عن خالد بن زید عن سعید بن أبی ہلال عن ابی الدرداء قال : قال رسول اللہ ﷺ : أكثروا الصلاة علی یوم الجمعة فانه یوم مشہود تشہدہ الملائکة ، لیس من عبد یصلی علی إلا یلغنی صوتہ حیث کان . قلنا ، وبعد وفاتک قال : وبعد وفاتی . إن اللہ حرم علی الأرض أن تاكل أجساد الانبیاء . (۴) .

علامہ ابن قیم کی تصنیف جلاء الانفس میں مکتبہ نوریہ رضویہ دہلی، باب کا صفحہ ۶۰

سے استمداد کرے یا حاجت فقر میں امیر یا بادشاہ کے پاس جائے یا انصاف کرانے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑائے، بلکہ کسی سے روزمرہ کے معمولی کاموں میں مدد سے جو بالیقین تمام دہائی صاحب روزانہ اپنی ضرورتوں، بچوں، نوکروں سے کرتے کرتے رہتے ہیں، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز انحصار سے یا کھانا پکانے سے سب قطعاً شرک ہے کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر خود انہیں اپنی ذات سے بے عطا ہے الہی قدرت ہے تو صریح کفر و شرک میں کیا شبہ رہا، اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں، یہی منظر ہر جن الہی دوا سطر و وسیلہ و سب سمجھنا اس معنی پر حضرت انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلاۃ و التسمیہ سے کیوں شرک ہونے لگی؟ ۱۶

خلاصہ یہ کہ کسی بھی مخلوق کو اس طرح مستقل دوا کار ماننا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی امداد و عطا کی محتاج نہیں ہے، شرک اور کفر ہے، اگر کسی مخلوق کو عطا ہے الہی کا منظر اور وسیلہ و رحمت باری تعالیٰ ماننے میں کوئی صریح نہیں ہے۔

استعانت اور توسل ایک ہی شے ہے

اللہ تعالیٰ مقصودِ اصلی ہے، اسے وسیلہ نہیں بتایا جاسکتا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اشیا و خواہ وہ ذات ہوں یا اہمال صالحہ کو وسیلہ بنانا، مانتر ہے اور ان سے استعانت بھی مانتر ہے، کیونکہ توسل اور استعانت اگرچہ الگ الگ الفاظ ہیں، لیکن ان کی ہر دو ایک ہی ہے۔ امام علامہ تقی القزینی کی فرمائش ہے:

واذ قد تضرعت هذه الانواع والا حوالا في الطلب

من النبي صلى الله عليه وسلم وظهر المعنى فلا عليك

في تسميته توسلا او تشفعا واستغاثه او تجوها

۱۶ احمد رضا بریلوی، امام، برکات الاموال (رضوی کتب خانہ، بریلی)، ص ۲۹-۲۸

اور توجہالات المعنی فی جمیع ذالک سوالو۔ ۱۷
جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی شے کے طلب کرنے کے احوال اور اقسام کا بیان ہو گیا اور مطلب ظاہر ہو گیا تو اب تم اس طلب کو توسل کہو یا تشفع، استغاثہ کہو یا تجوہ یا توجہ کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔

اقسام نسبت

علامہ معانی نے استاد نسبت، کی دو قسمیں بیان کی ہیں،
۱، حقیقت عقلی ۲، مجاز عقلی

حقیقت عقلی یہ ہے کہ فعل کی نسبت ایسی شے کی طرف کی جائے کہ یہ عاقل و متکلم کے نزدیک فعل اس کی صفت ہو جیسے "أَنْتَ اللَّهُ الْمُنْقِلُ" (اللہ تعالیٰ نے سبزو اٹھایا، سبزو اٹھانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جب اس کی نسبت اس ذاتِ قدوس کی طرف کی جائے گی، تو اسے حقیقت عقلی کہا جائے گا۔

مجاز عقلی یہ ہے کہ فعل جس کی صفت ہے، اس کی بجائے اس کے کسی متعلق کی طرف نسبت کر دی جائے اور ساتھ ہی کوئی علامت بھی پائی جائے کہ یہ نسبت بوصف کی طرف نہیں، بلکہ اس کے کسی متعلق کی طرف ہے، مثلاً فعل کی نسبت زمان، مکان یا سبب کی طرف کر دی جائے مثلاً "يُنْقِلُكَ اللَّهُ مِنَ الْمَدِينَةِ" (امیر نے شہر بنایا) حقیقتہً شہر کی تعمیر میں مردوں اور مردوں کا کام ہے، لیکن امیر جو کہ سبب ہے، اس کے کہنے پر شہر تعمیر کیا گیا ہے، اس لیے مجاز تعمیر کی نسبت اس کی طرف کر دی گئی ہے۔

۱۷ تقی الدین السبکی، الامام، شفا الاستقام (مکتبہ ذریعہ رفیعہ، فیصل آباد)، ص ۱۷۵

۱۸ موابہ لدینہ شرح الزکائی (المطبعة العشری، ص ۳۹) ۱۹ علامہ تھلانی،

پھر مجاز پر دلالت کرنے والا قرینہ دلائل کبھی منطقی ہوگا اور کبھی معنوی۔ علامت معنوی کی مثال دیتے ہوئے علامہ تفتازانی احوال الاسماء النجری میں فرماتے ہیں،

وَأَلْبَيْتُ الرَّبِّ يَمُوعُ الْبَيْتُ لِمَسْئَلِ هَذَا الْكَلَامِ إِذَا أَصْدَرَ عَنْ الْمُتَعَيِّدِ يُحْكَمُ بِأَنَّ اسْتِئْذَانَ عِبَادِ اللَّهِ لِلْمُؤَجَّذِ لَا يَعْتَقَدُ أَنَّ إِلَى مَا هُوَ كَلَامُهُ

”جب مومن سے اُنْبَيْتُ الرَّبِّ يَمُوعُ (مومن ہمارے سبزہ اگایا، ایسا کہ ہر صادر ہوگا تو حکم کیا جائے گا کہ یہ اس دعا کا ہی ہے، کیونکہ مومن کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اگایا مومن ہمارے صفت ہے۔ بلکہ یہی بات اللہ تعالیٰ کے درجہ کا منکر سمجھے گا۔ تو اسے حقیقت کہا جائے گا۔“

یہی علامہ تفتازانی فرماتے ہیں،

فَقَدْ اِلَّا سَنَاءً وَإِنْ كَانَ إِلَى غَيْرِ مَا هُوَ لَكِنْ لَدَاؤُلُ فِيهِ لَا تَنْفَعُ مَرَادُهُ وَمُعْتَقَدُهُ وَكَذَلِكَ اشْتَقَى الْفَلَيْطُ بَ السَّيْرِ يُعْنَى - لے

”اگر فرمے کہ مومن ہمارے سبزہ اگایا، یہ نسبت اگر اس کی طرف نہیں ہے کہ اگایا اس کی صفت ہے، بلکہ اس کے غیر کی طرف ہے، لیکن اس میں علامت نہیں ہے (یعنی اسے نماز کہا جاسکے) کیونکہ یہ تو اس کی مراد ہے اور اس کا حیدر ہے، اسی طرح یہ کہنا طیب نے مرعش کو شفا دی۔“

خلاصہ یہ کہ فرمے کہ طیب نے مرعش کو شفا دی تو یہ حقیقت ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا تاثیر کا قائل ہی نہیں ہے۔ یہی بات اگر مومن نے کہی، تو اسے نماز محض کہا جائے گا اور اس

لے مسعودی عن العلقب عبد اللہ بن التفتازانی، المصطلح (کتاب غار شفاء، دہلی، ص ۱۰۶)

لے ایضاً ص ۹۹

کا یہ انداز سزا اس بات کی علامت ہوگا کہ وہ شفا کی نسبت طیب کی طرف اس لیے کر رہا ہے کہ وہ شفا کا سبب ہے اس لیے نسبت نہیں کرے، اگر فی الواقع طیب نے شفا دی ہے شفا دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

اس گفتگو پر غور کرنے سے مسئلہ مستحبات کی حیثیت بالکل واضح ہو جاتی ہے کیونکہ انبیاء و اولیاء سے مدد چاہنے والا اگر مومن ہے تو اس کا یہ انداز ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے نزدیک کارساز حقیقی، مقناصد کارپورا کرنے والا، صاحبین برلئے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ان امور کی نسبت انبیاء و اولیاء کی طرف مجاز محض کے طور پر کی گئی ہے کہ وہ مقناصد کے پورا ہونے کے لیے سبب اور وسیلہ ہیں۔

سراج الہد حضرت شاہ عبدالعزیز قدس و جلوی آیاتہ الستمین کی تفسیر میں فرماتے ہیں،
دریں جاہ باید فهمید کہ استعانت از طبع یوحیہ کہ اعتماد بر آن غیر باشد و اورا
مظہر چون الہی فاہ حرام است و اگر انصاف محض بجانب حق است و او را
یکے از مظاہر مومن دانستہ و نظر بکار خاندہ اسباب و حکمت اولیائی دران
شمودہ بغیر استعانت ظاہر نہاید و فوراً از عرفان بخوار بدو در شرع نیز مجاز نہ
رواست و انبیاء و اولیاء را این نوع استعانت بغیر کردہ اند و وہ حقیقت الہی
نوع استعانت بغیر نیست، بلکہ استعانت بحکمت حق است لا غیر لے

”اس جگہ یہ سمجھنا چاہیے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اس غیر پر بہا ور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے اور اگر توبہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری استعانت کرنے تو

یہ ناجہ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں مجاز اور واجبہ اس قسم کی

لے عبدالعزیز محدث دہلی، تفسیر عربیہ (افتا فی دارالکتب، دہلی، ص ۸)

استقامت انبیاء و اولیائے فیرے کی ہے۔ درحقیقت امتحانات کی قییم فیرے سے نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

مشہور اہل سیرت عالم نواب و حیدر زمان لکھتے ہیں،

وضابطہ، ان الامور التي كانت تطلب من الانبياء والصالحين حال كونهم احياء مثل السدعاء او الاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لا يكون شركاً أكبر والامور التي هي مختصة بالله وكانت لا تطلب منهم وهم احياء فطلبها منهم بعد ان ماتوا يكون شركاً كما كان طلبها عنهم وهم احياء شركاً الا ان يكون الاسناد مجازاً كسأني قول عيسى وأخي السموي بإذن الله صرح بذلك شيخ الاسلام في بعض فتاواه۔ لہ

اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جو امور انبیاء و اولیاء سے ان کی زندگی میں طلب کیے جاتے تھے، مثلاً دعا اور شفاعت وہ ان کے وصال کے بعد طلب کرنا شرک اکبر نہیں ہوگا اور وہ امور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور ان حضرات کی زندگی میں ان سے طلب نہیں کیے جاتے تھے، ایسے امور کا ان سے ان کی وفات کے بعد طلب کرنا شرک ہے جیسے ان امور کا ان کی زندگی میں طلب کرنا شرک ہے، البتہ مجازاً نسبت ہو سکتی ہے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے مړوے کو زندہ کرنا ہوں، شیخ الاسلام نے اپنے بعض فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے۔

مجازی نسبت پر گفتگو کرتے ہوئے نواب صاحب مزید لکھتے ہیں،

وَكَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ وَشَجَرٍ الْأَكْمَامَ وَالْكَرِيمِينَ بِإِذْنِي فَاسْتَدَّ الْخَلْقُ وَالْإِبْرَاءُ إِلَى عِيسَى مَجْازاً قَوْلُ طَلَبٍ أَحَدُ تَيْنِ عِيسَى رُوحِ اللَّهِ أَنْ يُعْجِي مَيِّتاً بِإِذْنِ اللَّهِ فَلَا يَكُونُ شَرْكاً كَبَرًا كَذَلِكَ قَوْلُ طَلَبٍ أَحَدُ تَيْنِ وَلِيٍّ حَتَّى أَوْمِرَ رُوحُ بَنِي أَوْصَالِحِ أَنْ يَهْبَ لَهُ الْأَوْلَادُ أَوْ يَسْفِيَهُ مِنْ مَرَضٍ أَوْ يَدْعَ عَنْهُ سُوءَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَآمَرَ مَصْدَرٌ لَا يَكُونُ شَرْكاً كَبَرًا۔ لہ

اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد و إِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ میں پیدا کرنے اور شفا دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مجازاً کی گئی ہے۔ پس اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام سے درخواست کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے مړوے کو زندہ کریں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص زندہ ولی سے یا نبی یا ولی کی رُوح سے یہ درخواست کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اسے اولاد دیں یا اس کی بیماری دور کر دیں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا۔

قول فیصل

اس تفصیل سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ انبیاء و اولیاء سے حصولی مقاصد کی درخواست کرنا شرک و کفر نہیں ہے جیسے عام طور پر مبتدعین کا رویہ ہے کہ بات پر شرک اور کفر کا فتویٰ ہی مڑ دیتے ہیں۔

البتہ یہ ظاہر ہے کہ جب حقیقی حاجت روا مشکل کشا اور کارساز اللہ تعالیٰ کی ذات سے تو احسن اور اولیٰ بھی ہے کہ اسی سے مانگا جائے اور اسی سے درخواست کی جائے اور انبیاء و اولیاء کا وسیلہ اس کی بارگاہ میں پیش کیا جائے کہ چونکہ حقیقتِ حقیقت ہے اور محاذِ محاذ ہے بارگاہِ انبیاء و اولیاء میں درخواست کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ ہماری مشکلیں آسمان فرما دے اور مانتیں پر لائے۔ اس طرح کسی کو غلط فہمی بھی پیدا نہیں ہوگی اور اختلافات کی شے بھی زیادہ وسیع نہیں ہوگی۔

استعانت اور قرآن

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کرام اور صحابہ کرام نے بوقتِ ضرورت مخلوقِ خدا سے مدد طلب کی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں :-

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَصْوَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لَتَحْمِلُنَّ صِليبَهُنَّ مِنْ أَصْوَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْكُفَّارُونَ كَيْفَ أَصْوَارُ اللَّهِ - لے

اے ایمان والو! دین خدا کے مددگار بنو جیسے عیسیٰ بن مریم نے تمہاریوں سے کہا تھا کہ تم لوگوں جو اللہ کی طرف ہرگز میری مدد کریں۔ تمہاریوں سے ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں سے اپنے دین کی مدد طلب کی ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تمہاریوں سے مدد طلب کی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام نصرتیں بلا واسطہ نازل فرماتا لیکن اس کی عادت کہ میرے ہماری ہے کہ کارِ خدا قدرت کا نظام مختلف اسباب اور وسائل سے وابستہ کر رکھا ہے اس کا اس آیت میں اظہار کیا

لے پ ۲۸ - القصص ۷۱ - آیہ ۱۴

۲- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتُحَرِّمُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُخْرِجَكُمْ

اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے، اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم ہمارے گام۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے دین کی مدد طلب فرماتا ہے اور مومنوں کو ہر فرازی حادہ کی کرنے کا موقع عطا فرماتا ہے،

۳- قَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتُحَرِّمُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُخْرِجَكُمْ

۴- قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ ج (فِي حَقِيقَةٍ عَلَيْهِ) يوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے، بے شک میں ستائش والا علم والا ہوں۔

زمین کے خزانوں پر مقرر کر کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کی، بلکہ بادشاہِ وقت کو کہا گیا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے شک کیا تھا؟

۵- قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو الْأُكُومِ يَا بَنِي إِصْرَ إِنَّا نَحْنُ قَائِلُونَ

۶- قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو الْأُكُومِ إِنَّا نَحْنُ قَائِلُونَ

۷- قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو الْأُكُومِ إِنَّا نَحْنُ قَائِلُونَ

۸- قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو الْأُكُومِ إِنَّا نَحْنُ قَائِلُونَ

۹- قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو الْأُكُومِ إِنَّا نَحْنُ قَائِلُونَ

۱۰- قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو الْأُكُومِ إِنَّا نَحْنُ قَائِلُونَ

۱۱- قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو الْأُكُومِ إِنَّا نَحْنُ قَائِلُونَ

۱۲- قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو الْأُكُومِ إِنَّا نَحْنُ قَائِلُونَ

پاس لے آئے قبل اس کے کہ دامیر سے حضور مدین ہو کر حاضر ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت

اس سلسلے میں امامیہ کا تشبیح کیا جائے تو وہ خاصا وغیرہ فرام ہو سکتا ہے۔ اس جگہ صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے،

عَنْ رِبْعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ أَهْبَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءِهِ وَحَاجَّتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَعَلْتُ أَسْأَلُكَ مَرَّةً فَتَكُنْ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْعَيْدُكَ ذَلِكَ فُلْتُ هُوَذَاكَ قَالَ فَأَعْيَيْ عَلَى نَفْسِكَ بِكَتْمَةِ الشَّجْوَةِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ ۝

”حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گزارا کرتا تھا، آپ کی خدمت میں وضو کا پانی اور دیگر ضروریات کی چیزیں (مسواک وغیرہ) پیش کیں تو آپ نے فرمایا مانگ نہیں نے عرض کیا میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا اور کچھ مانگو کیا میری مراد صرف یہی ہے۔ فرمایا تو میری امداد کر اپنے نفس پر کثرت سمجھو“

خبر کیجئے، حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں اپنی ملی مراد کا سوال پیش کر رہے ہیں، جو اب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں منع نہیں فرماتے کہ تم مجھ سے کیوں مانگ رہے ہو، جنت چاہیے تو خدا اسے مانگو، میں کون تو ہوں جنت دینے والا بلکہ اُن سے وعدہ فرمایا جاتا ہے ان سے مدد طلب کی جاتی ہے کہ سجدے کثرت سے ادا کر دے جنت میں نہیں میری رفاقت عطا کر دی جائے گی۔

لے شیخ ولی الدین الخطیب، مشکوٰۃ شریف (صحیح اکرم سعید کبھی، کراچی)، ص ۸۲

حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں،

وَلْيُؤْخَذُ مِنَ الْمَلَأَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْأَمْرُ بِالسُّؤَالِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَنَّتْهُ مِنْ إِعْطَائِهِ كُلِّ مَا أَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ (إِلَى أَنْ قَالَ) وَذَكَرَ أَنْ سَيِّعَ فِي تَخَصُّصِهِ وَغَيْرِهِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَقْطَعَهُ أَرْضَ الْجَنَّةِ يُعْطَى مِنْهَا مَا شَاءَ لِمَنْ شَاءَ ۝

”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلق فرمایا کہ مانگ کر کسی چیز کی تخصیص نہیں کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی ہے کہ حق کے خزانوں میں سے جو چاہیں دیں۔ لیکن سب وغیرہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی زمین حضور کی جاگیر کر دی ہے، اس میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔“

نواب صدیق حسن خاں جویانی لکھتے ہیں،

از المطلق ای سوال کہ فرمود بخواد و تخصیص بزرگ و بطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہر بدست و بہت کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم بر یہ خوابدہ کرا خرابہ باذن پروردگار خود بدست

۱۔ فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَرَفَتْهَا

وَمِنْ عِلْمِكَ عِلْمُ الْوُجُوحِ وَالْقَلَمِ

۲۔ اگر خیریت و نسیا و عقلی، آرزو و داری

بدگوشی بیاورے گی خواہی تمنا کن

لے علی بن سلطان محمد قاری، المرقاة المفہرۃ (حدیث، شان، ج ۲، ص ۳۲۳)

تھے صدیق حسن خاں جویانی نواب، مسکات الخیر شرح طبع المرام مطبع نظامی لاہور، ج ۱، ص ۳۶۰

ب۔ اب، ابن عمر رضی اللہ عنہما، دجلوی بنی حقیق، اشتہار العلماء (مکتبہ دار الفکر، مصر)، ج ۱، ص ۳۶۰

”مطلقاتاً دریا کا ہنگام اور کسی خاص مقصد کی تعیین نہیں فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس اور آپ کی تربیتِ کرم سے وابستہ ہیں، جو کچھ چاہیں اور جسے چاہیں اپنے پروردگار کے اذن سے مطلقاً فرماتے ہیں۔

• حضور انبیا و آخرت آپ کی بخشش کا ایک حصہ ہیں

اور لوح و قلم آپ کے علوم کا بعض ہیں

• اگر تو دنیا و آخرت کی غیریت چاہتا ہے

تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باگاہ میں آ اور پوچھ لیا جائے

ایک طرف تو ان آیات و احادیث کو پیش نظر رکھیں، دوسری طرف عقل و خرد کی فوج بھی ملا لکھ کر دیکھنے والے پران تک پہنچ جاتے ہیں،

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حکم میں متعدد انبیاء اور مہاد صالحین کا ذکر کیا ہے،

انہیں اپنے مسائل، مشکلات اور پریشانیوں سے متعارف و متعارف

اور دنیا کی ضرورت پریشانی، لیکن انہوں نے آدم سے نوح تک، ابراہیم سے

موسیٰ تک، یسوع سے خاتم النبیین، آخرین المرسلین محمد بن عبد اللہ صلوٰۃ اللہ

وسلام علیہم، بمعین اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کسی سے مدد مانگی اور نہ ہی کسی کو

پکارا، خواہ مغفرت کا مطالبہ ہو یا اولاد یا شان و کاک، بالکلیت کے مقامات سے

سجابت مطلوب ہو یا فقر و فاقہ اور قید و غیرو سے رہائی یا مدد طلب کرنا انہوں نے

سیرت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، کوئی واقعہ کوئی حادثہ ایسا وارد نہیں ہوا

کہ کسی نے اللہ کے سوا اللہ کے مسترتب، بندوں اور منتخب اولیاء سے

مدد مانگی ہو (ترجمہ) لے

ایک بار سچ فرمودہ بالا آیات اور حدیث شریف کا مطالعہ کر لیجئے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ یہ تمام تر کچھ دار و مدار و خطابت کا ایک نمونہ ہے جسے متقاتل سے خدا کا بھی اتفاق نہیں ہے۔ پھر انبیاء کرام کو وہ بتایا ہیں جن کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں اپنی حاجتیں اور لوازمِ پیش کی جاتی ہیں، وہ خود بارگاہِ الہی کے مقرب ترین ہیں جو عرض کرنا چاہیں، بارگاہِ راست عرض کریں انہیں کسی واسطے اور وسیلے کی کیا ضرورت؟

نواب وحید الزمان اور مسئلہ استعانت

نواب صاحبِ عالیہ عقلمند کے مشہور عالم اور صحابہِ سنیہ کے متروجم ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ”مدیۃ المہدیٰ“ میں مسئلہ استعانت پر تفصیل گفتگو کی ہے چند اقتباسات ملاحظہ فرما لیتے ہیں:

فَالْحَاصِلُ أَنَّ كُلَّ مَنِ امْتَقَدَّ فِي حَقِّ غَيْرِ اللَّهِ سَوَاءً
كَانَ حَيًّا أَوْ مَيِّتًا أَنَّ لَهُ قُدْرَةً أَوْ نَسِيَةً أَوْ مَوْهُوَةً مَفْقُورَةً
مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى أَمْرَيْنِ الْأَمْرُ بِحَيْثُ لَا يَخْتَلِجُ
فِيهَا إِلَى إِذْنِ حَبِيْبِهِ مِنْهُ فَهُوَ مُشْرِكٌ وَكُلُّ مَنْ يَلْتَمِسُ
غَيْرَ اللَّهِ أَوْ عَاجِزٌ بِالْكَلْبِيَّةِ كَالْمَيِّتِ فِي يَدِ الْغَسَّالِ
لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا إِذَا أَرَادَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَبَعِيْ أَنْ
يَأْخُذَ هَذَا الْعَمَلُ مِنْهُ فَيَعْمَلُ بِحُكْمِ اللَّهِ وَإِذْنِهِ
وَأَرَادَ بِهِ وَقَضَاهُ وَيَنْصُرُ وَيُغِيْثُ وَيَنْفَعُ وَيَضُرُّ
كَذَلِكَ فَهُوَ مَوْجِدٌ لَيْسَ بِمُشْرِكٍ سَوَاءً كَانَ ذَلِكَ
الغَيْرُ حَيًّا أَوْ مَيِّتًا كَمَنْ قَبِلَ أَنَّ الشُّقْمُونَ سَهْلٌ
يَذَلُّونَ وَالنَّاسُ حُرٌّ يَذَلُّونَ فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ يَلْمِ

أَنۡ إِسْحَآلَ الشُّعْمُوۡنِیَّا وَارْحَرَآقِ النَّآرِ بِأَمْرِ اللّٰهِ وَ
 إِذۡنِهِۦ وَآرَادَتِهِۦ مَقْعُوۡمُوۡجِدَ لَیْسَ بِمُشْرِکٍ لِّهِ
 "محصل یہ کہ غیر اللہ زندہ ہو یا مردہ، اس کے بارے میں جس شخص کا اعتقاد یہ ہو
 کہ اس کی قدرت ذاتی ہے یا اللہ تعالیٰ نے اسے کسی چیز کی قدرت اس طرح عطا
 کر دی ہے کہ اسے نئے اذن کی ضرورت نہیں، وہ مشرک ہے اور جو شخص یہ سمجھتا
 ہے کہ غیر اللہ مابعد محض ہے جیسے میت محسوس دینے والے کے ہاتھ میں وہ محمد کسی
 چیز پر قادر نہیں ہے۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے اور چاہے کہ اس سے
 یہ کام لے، تو اللہ تعالیٰ کے حکم، اس کی اجازت، اس کے ارادہ و تقاضا سے غیر اللہ
 نصرت و امداد کرے گا اور فائدہ و نقصان پہنچائے گا، تو ایسا شخص مومنین کا مشرک
 نہیں ہے۔ خواہ وہ غیر اللہ زندہ ہو یا مردہ۔ یہ بعید ایسے ہے کہ جو شخص سمجھتا ہے
 کہ جمال گوشت خود بخود دست لاتا ہے یا آگ از خود بجالتی ہے تو وہ مشرک ہے
 اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ جمال گوشت کا دست اور ہونا آگ کا جلا نا، اللہ تعالیٰ
 کے امر اور اس کے اذن و ارادہ سے ہے، تو وہ مومنین کا مشرک نہیں ہے۔
 یہی وہ عقیدہ ہے جو ہم اس سے پہلے امام احمد رضا بریلوی کے رسالہ مشکاکہ
 "برکات الاستدواء" سے نقل کر چکے ہیں کہ مخلوق کو بالذات مفید اور مضر ماننا شرک ہے (الکفر
 کی حکمت سے ماننا شرک نہیں ہے۔

فاسمی شرکاً فی کہتے ہیں:

إِنۡ مِّنۡ اٰخِیَآءٍ فِیۡ مَیِّتٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ اَوْ حَیِّ
 الْاَحْیَآءِ اَنۡتَہَ یَنْفَعُہٗ اَوْ یَضُرُّہٗ اِسْتِغْلَاۡ اَوْ مَعَ
 اللّٰهِ اَوْ نَادَاۡ اَوْ قُوۡجَہٗ اِلَیۡہِ اَوْ اِسْتَحَاۡتِ بِہِ فِیۡ

اَمْرٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ اَلَّتِیۡ لَا یَقْدِرُ عَلَیۡہِا الْمَخْلُوۡقُ فَلَمَّا
 یُخْلِصُ التَّوْحِیۡدَ بَعْدَ وَلَا اَحَدَۃً بِالْعِبَادَةِ - لے

"جو شخص کسی زندہ یا مردہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے کہ وہ اسے مستقل طور پر یا
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ مل کر فائدہ یا نقصان دے سکتا ہے یا اس کی طرف توبہ ہو
 یا ایسی چیز میں اس کی مدد مانگے، جس پر مخلوق قادر نہیں ہے، تو اس کی توحید خالص
 نہیں ہے اور نہ ہی وہ صرف اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار ہے۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تین صورتوں میں شرک لازم آتا ہے:

۱۔ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچانے میں مستقل مانا جائے۔

۲۔ کسی کو مفید یا مضر ہونے میں اللہ تعالیٰ کا شریک مانا جائے۔

۳۔ ایسے امور میں استعانت کی جلتے جن پر مخلوق کو قدرت نہیں ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ نفع و نقصان سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

مخلوق تو درمیان میں واسطہ اور وسیلہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ پھر شرک کیسے لازم آگیا؟

اس پر نواب وحید الزمان تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس امام دشمنی کا کوئی دیکھو کہ غیر اللہ کے مفید یا مضر ہونے کے عقیدے
 کو شرک اکبر الی وقت قرار دیتے ہیں۔ جب اسے نفع و ضرر میں مستقل مانا
 جائے یا اللہ تعالیٰ کا شریک مانا جائے۔ اسی طرح غیر اللہ کی مدد، اس کی
 طرف توبہ اور اس سے امداد کا طلب کرنا شرک اکبر اس وقت ہوگا، جب یہ

استعانت ان امور میں ہو جو مخلوق کی قدرت میں نہیں ہیں۔"

فَعَلِمَ بِدَاهَةِ آتِ الْمَيْدَةِ أَوِ التَّوَجُّعِ أَوِ الْإِسْتِغَاثَةِ
فِي أُمُورٍ يَقْدُرُ عَلَيْهَا الْمَخْلُوقُ أَوْ اعْتِقَادِ الْكَفِّعِ
وَالْقَصْرِ لِقَابِ اللَّهِ بِإِذْنِ اللَّهِ دَحْكِيمَ وَإِدَاتِهِ
لَيْسَ بِشَرْكَكَ الْكَبَرُ لَهُ

• واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ جو مخلوق کی قدرت میں ہیں، ان میں پکارنا متوجہ
ہونا یا مدد مانگنا یا غیر اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے اذن، اس کے کم اور ارادہ
سے نفع و ضرر کا اعتقاد کرنا شرک الہ نہیں ہے۔

اب مبتدعین زمانہ کو کون سمجھائے کہ انبیاء و اولیاء سے مدد کی درخواست کرنے والا
کوئی مسلمان ایسے امور میں استغاثت نہیں کرتا جو مخلوق کی قدرت میں نہ ہو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ
کے ارادے کے بغیر کسی کو مفید یا مضر جانتا ہے۔

علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِسَبِّهِ (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)
إِلَى الْخَلْقِ وَالْإِسْتِغَاثَةِ بِالْأَفْعَالِ هَذَا لَا يَقْصِدُهُ
مُسْلِمٌ فَعَمَلُ الْكَلَامِ إِلَيْهِ وَمَنْعُهُ مِنْهُ يَا ب
التَّكْبِيرِ فِي الدُّعَاءِ وَالنَّشْوِيشِ عَلَى عَوَامِ التَّجَدُّدِ بَيْنَهُ
"یہ مقصد نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان افعال کے خالق ہیں
یا ان میں مستقل ہیں، یہ کسی بھی مسلمان کا مقصد نہیں، بلکہ کلام کو اس کی طلب کی
طرف پھیرنا اور اسے ممنوع قرار دینا دین میں غریب کاری ہے اور تمام عقلمین
کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔"

لہ وجہ الزمان، نواب،

ہجرت الہدی، ص ۲۰

لہ تقی الدین سبکی، امام،

شفا الاستقام، ص ۱۵۵

نواب وحید الزمان صاحب استغاثہ مذکورہ کے شرک نہ ہونے کی دلیل دیتے ہوئے
کہتے ہیں،

• صاحب جامع البیان نے اپنی تفسیر کی ابتدا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے امداد طلب کی ہے۔ اگر غیر اللہ سے ملحق استغاثہ شرک ہو تو لازم آئے گا کہ
صاحب جامع البیان شرک ہیں، پھر ان کی تفسیر پر اعتماد کیسے کیا جائے گا؟
حالانکہ تمام اہل حدیث نے ان کی تفسیر کو قبول کیا ہے۔ یہ علامہ (صاحب سنن
بخاری) نے ایک طویل تفسیر میں کہا ہے:

يَا سَيِّدِي يَا عَزَّوَجِي وَيَا سَيِّدِي
يَا عَزَّوَجِي فِي شِدَّةٍ وَرَحْمَةٍ
فَدَجَّحْتُ بِكَ يَا بَايَا ضَارِعًا مُتَضَرِّعًا
مَتَّارَهَا بِتَفْسِيرِ مَعْدَا
مَا لِي وَدَعَاكَ مُسْتَغَاثًا فَالْحَمْدُ
يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ بَكَائِي لَهُ

۱۔ اسے میرے آقا، میرے ہمارے، میرے دے، نعمتی اور نرمی میں میرے
کام آنے والے!

۲۔ میں آپ کے دروازے پر حاضر ہوا ہوں، اس حال میں کہ میں ذلیل ہوں
گڑگڑا رہا ہوں، تم زندہ ہوں اور میری سانس پھولی ہوئی ہے۔

۳۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے، جس سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔

اسے رحمتہ للعالمین! میری آہ و بکا پر رحم فرمائیے۔

انہی اشعار نام بتائے بغیر مبتدعین زمانہ کے سامنے پیش کیے جائیں تو شرک اور

لہ وجہ الزمان، نواب،

حاشیہ ہجرت الہدی، ص ۲۰

الا ان المجوزين كالسبكي وابن حجر المكي والقسطلاني
وكثيرين من الشافعية يقولون ان الحيض في ذالك
مثل الميت قال الله تعالى قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي نَقْمًا
وَلَا خَوْفًا فَمَا اَنْ اَلْحِي لَا يَقْدِرْ عَلٰى الْاِعَانَةِ بِغَيْرِ اِذْنِ
اللّٰهِ وَرِضَاہُ وَقَضَائِهِ وَحُكْمِهِ وَاَرَادَتْ كَذَلِكَ
السَّبِيحَةِ وَانْقِطَاعَ الْعَمَلِ لَا يَسْتَأْذِنُ عَمْدَ الْعَمَلِ فَاِنْ
الْمَلَائِكَةُ اَعْمَلَهُمْ مَنْقُطَةً وَمَعَ ذَلِكَ هُمْ يَعْمَلُونَ
مَا يُؤْمَرُونَ-

١ له وحيد الزمان، نواب؛
٢ احسان الهى نظير؛
حاشيه هديه المبدى
السبريطيه

ورأيت امامنا الحسن بن علي في المنام صلى بالجماعة وصليت خلفه فمرسالت عنده كيف تصلي طهنا مع ان البرزخ ليس بدار العمل فقال نعم لا تجب الصلوة طهنا ولكن الصالحين من مباد الله يصلون طهنا الصلوة تبعاً وتقرباً الى ربهم وتشتيطاً لانفسهم۔

ثم تذكرت حديث النبي وأريت موسى يصلي في قبره والصلوة مشتتة على الدعاء وحديث كافي انظر الى موسى له جوار الى ربه قال الطيبي لا يبعد منهمم التقرب الى الله بالدعاء فانهم افضل من الشهداء وان كانت الآخرة ليست دار تكليف۔
فانما مانع يمنع من دعاء الميت للزوار مع ان السؤال ليس من الاموات بل من ارواح الصالحين والارواح لا تذوق الموت ولا تغني بل تبقى حاسة مدركة سيما ارواح الانبياء والشهداء فان حكمهم حكم الاحياء بنص الكتاب والسنة نعم يجب ان تكون هذه الاستعانة والاستغاثة عند قبورهم فانهم حال كونهم احياء كانوا لا يسمعون من بعيد فكيف يسمعون من بعيد بعد الموت۔ لہ

مگر محمدریجی جیسے امام سنی، ابن حجر مکی، قسطلانی اور بہت سے شافعیہ وہ کہتے ہیں کہ اس بات میں زندہ بھی مردہ کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
قُلْ لَا آمِلَاكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا حَسْرًا
جس طرح زندہ، اللہ تعالیٰ کے اذن، رضا، ارادہ، حکم اور قدرت کے بغیر مردہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح میت بھی ہے، عمل کے منقطع ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ عمل موجود ہی نہ ہو مگر فرشتوں کے اعمال منقطع ہیں۔ اس کے باوجود انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ کرتے ہیں۔

میں نے خواب میں حضرت امام حسن ابن علی کو دیکھا۔ انہوں نے جماعت کرائی۔ میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اس جگہ کیسے نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ برزخ دار مکمل نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں، اس جگہ نماز واجب نہیں ہے، لیکن اولیاء کرام اس جگہ نفل طور پر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور اپنے رب کی عبادت سے فرحت و نشاط حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

پھر مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد آئی کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، نماز بھی دعا پڑھتا ہے اور یہ حدیث کہ گویا میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھ رہا ہوں اور وہ بلند آواز سے تمجید کر رہا تھا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر رہے ہیں۔ علامہ طیبی نے فرمایا انبیاء کے لیے دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا البقیہ نہیں ہے کیونکہ وہ شہداء سے افضل ہیں، اگرچہ دار آخرت دار تکلیف نہیں ہے۔

پس زیارت کرنے والے کے لیے میت کے دعا کرنے سے کونسا مانع ہے؟
حالانکہ سوال مردوں سے نہیں ہے، بلکہ اولیاء کی رجوں سے ہے اور وہ میں موت

کا ذائقہ نہیں چکھتیں اور نہ ہی فنا ہوتی ہیں، بلکہ ان کا احساس اور ادراک باقی رہتا ہے۔ خصوصاً ادراج انبیاء اور شہداء، کیونکہ وہ کتاب و سنت کی نص کے مطابق زندوں کے حکم میں ہیں۔ ہاں یہ استعانت ان کی قبروں کے پاس ہونی ضروری ہے، کیونکہ وہ اپنی زندگی میں دُور سے نہیں سنتے تھے موت کے بعد کیے سنیں گے؟

اس سے پہلے حدیث شریف گزری چکی ہے جس میں آیا ہے کہ بندہ کثرتِ نوافل سے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے اعفاء و تحنّیات اللہ کا مکمل ہیں مانتے ہیں اور اس حدیث کی شرح میں امام ربیع کی یہ تصریح کہ بندہ قریب و بعد کی چیزوں کو دیکھتا اور سننا ہے، یقیناً مذہبی مادہ پرستوں کے لیے بڑے اچھے کی بات ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس مقام پر فائز کرے تو اس نئے کیلئے دُور و نزدیک کی چیزوں کا دیکھنا سننا کچھ مشکل نہیں۔

مسلوٰں کے سامنے جب غفلت سے استعانت کے مانو ہوئے پر قرآن و حدیث سے سلاں پیش کیے جائیں، تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تو زندہ سے استعانت ہے، اسے تو ہم بھی مانتے ہیں ہم جو شرک کہتے ہیں تو مرنے سے مدد مانگنا کہتے ہیں۔ نواب صاحب اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وَالَّذِي حُجِبَ مِنْهُ مَا فَتَرَ فَقَدْ بَعْضُ إِخْوَانِنَا فِي هَذَا بَيْنَ الْإِحْسَاءِ وَالْإِحْسَاةِ وَظَنُّوا أَنَّ الْإِسْتِغَاثَةَ بِالْأَحْيَاءِ فِي الْأُمُورِ يَقْدِرُ عَلَيْهَا الْبَشَرُ كَيْسَ بِشَرِّكَ وَهُوَ شَرُّكَ بِالْأَحْوَاتِ فِي تَحْمِصِ تِلْكَ الْأُمُورِ وَهَلْ هَذَا إِلَّا سَفْسَاطٌ ظَاهِرَةٌ فَإِنَّ الْحَيَّ وَالْكَبِيَّتَ سَيَّانَ فِي كَوْنِهِمَا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مَا فِي الْبَابِ أَنْ لَا يَسْتِغَاثَ بِالْأَحْوَاتِ شَوْكٌ بِالْأَحْيَاءِ وَلَا شَرُّكَ بِاللَّهِ تَعَالَى

و عجیب ترین بات یہ ہے کہ ہمارے کچھ بھائیوں نے استعانت میں نفوں اور مرنوں کا فرق کیا ہے، اور کہا کہ یہ کہ وہ امور جو بندوں کی قدرت میں ہیں، ان میں زندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں، البتہ انہی امور میں مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے، حالانکہ یہ کھلا مغالطہ ہے کیونکہ غیر اللہ ہونے میں زندہ اور مردہ برابر ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مرنوں سے مدد مانگنا انہیں زندوں کا شرک بنانا ہے، مذکر اللہ تعالیٰ کا شرک ہے۔

یہی عقیدہ امام احمد رضا بریلوی نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں، جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کیا جائے گا، شرک ہی ہوگا اور ایک کچلے شرک نہیں، تو وہ کسی کے لیے شرک نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ کا شرک صرف نہیں ہو سکتے؟ دُور سے ہو سکتے ہیں؟ دُور کے نہیں ہو سکتے؟ پاس کے ہو سکتے ہیں؟ انبیاء نہیں ہو سکتے، معجز ہو سکتے ہیں، انسان نہیں ہو سکتے، فرشتے ہو سکتے ہیں؟ حاشا للہ! اللہ کا شرک کوئی نہیں ہو سکتا۔ لے

اعرابی کا استغاثہ

حضرت عقیلی فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اعرابی آیا اس نے کہا: اَلَسْتَ مُرْسَلًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے:

وَلَوْ أَنَّكُمْ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ جَاءَكُمْ فَاسْتَعْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ه

مگر وہ لوگ جب اپنی مافوقِ ظلم کریں، ہمارے پاس آئیں، پھر اللہ سے مغفرت طلب کریں اور رسول ان کے لیے مغفرت طلب کرے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول

کرنے والا، مہربان پائیں گے۔

میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی صفائی مانگتے ہوئے اور آپ کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شناخت طلب کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں، پھر اس اعرابی نے یہ شعر پڑھا:

يَا خَيْرَ مَنْ دَفَنْتَ بِالنَّعَاجِ اعْقَدُ
فَلَمَّا بَيْنَ يَدَيْهِ النَّعَاجِ وَانْكَرُكُم
نَفْسِي الْيَدَاءُ لِيَتَبَيَّرَ أَنْتَ سَاكِنُ
فِيهِ الْجَنَّةِ وَفِيهِ الْجَوْوَدُ وَالْكَوْمُ

اے بہترین وہ ذات کہ اس میدان میں ان کا جسم اطہر مدفون ہے جس کی خوشبو سے میدان اور غلے ہلک اٹھتے۔

میری جان اس قبر پر فدا جس میں آپ تشریف فرما ہیں اس میں پاک لہریں بہے اور اس میں بود و کردم ہے۔

اس کے بعد اعرابی کے بیلا گیا۔ عجبی کہتے ہیں مجھے اُدھ لگئی۔ میں نے خراب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ نے فرمایا: عجبی! اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے خوشخبری دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی ہے۔^۱ اہم علامہ رشید الدین محمد بن جریر شافعی یہ حدیث نقل کرتے ہیں،

إِذَا انْقَلَبْتُ دَايِمَةً فَلَيْتَا أَعْيُنُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ
رَحِمَكُمُ اللَّهُ عَوَمَصَ وَإِنْ أَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا
عِبَادَ اللَّهِ أَعْيُنُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعْيُنُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ
أَعْيُنُوا ط وَقَدْ حُزِبَ ذَا اللَّحْ ط لَه

۱۔ اسماعیل بن کثیر القرطبی، تفسیر ابن کثیر (دار احیاء الکتب العربیہ، مصر) ج ۱، ص ۵۷
۲۔ محمد بن جریر زہری، المعجم الحسین، (مطبع البانی، مصر) ص ۲۲

جب کسی آدمی کی سواری گم ہو جائے تو خدا کرے اسے اللہ کے بند و امداد کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے (مسند ابی حوادہ، مصنف ابن ابی شیبہ، اور اگر امداد چاہئے تو کہے اسے اللہ کے بند و میری امداد کرو) (تین بار اس طرح کہے) یہ عمل مجرب ہے (مجموع کبیر، امام طبرانی)

یاد رہے کہ حصین حصین دعاؤں کا وہ مجموعہ ہے جو علامہ جزیری نے احادیث صحیحہ سے منتخب کیا ہے، وہ خود فرماتے ہیں،

وَأَخْرَجْتُ مِنَ الْكُتُبِ بَيْتَ الْمَعِيَّةِ ط

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے مدد مانگنے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ ان کے مذہب کے مطابق لازم آئے گا کہ معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کی تعلیم دی ہوا اور آخر دین شرک کی تعلیم دیتے رہے ہوں۔

تحریر معنوی

کافروں کے بارے میں وارد آیات و ہدایوں پر زور نبیوں سے متعلق آیات انبیاء پر چسپاں کرنا مشرکین اور خوارج کا طریقہ رہا ہے۔ قرآن پاک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ط

اس کے سبب بہت لوگوں کو گمراہی میں ڈالتا ہے اور بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔

صحیح اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے مخاطب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کیے کامیاب ہوئے مشرکین منہ نقین اور خوارج نے اپنی عقل کو امام جلیلاً لاری کے گڑبھان کا منہ ہوئے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

إِن كُفِرْتُمْ مَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبٌ جَعَلَهُ اللَّهُ بَيْنَكُمْ وَأَرْبَابِكُمْ لَا تَأْتِيكُمُ الْبَرَكَاتُ حَتَّىٰ تَعْبُدُوا اللَّهَ حَقَّ عِبَادَتِهِ سَبَّحْتَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ عَنِ النَّاسِ وَأَعْيُنُ النَّاسِ عَلَى اللَّهِ وَهُوَ مُبْصِرٌ ۝

خاصی شولانی لکھتے ہیں،

جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ میں سے ابن زبیر نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ کے سوا تو فرشتوں، حضرت مہدی حضرت حمزہ اور حضرت مریم کی بھی عبادت کی جاتی ہے لہذا وہ بھی جہنم میں جائیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۷۷

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مَوْتًا أَلُحِصَتْ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۝ ۷۷

تو یہ شک وہ جن کے لیے ہمارا بھلائی کا وعدہ ہو چکا، وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

اس مشرک کو اتنا بھی احساس نہ ہوا کہ وَمَا تَعْبُدُونَ میں لفظ مَا لایا گیا ہے جو غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے، اس میں مشرقتے اور انبیاء کیسے داخل ہوں گے؟

حضرت امام بخاری فرماتے ہیں،

وكان ابن عمر يراهم يشركون الله وقال انهم اطلقوا الى آيات نزلت في الكفار فجعلوها

۱۷ پ ۱۷ الانبياء ۲۱ آیت ۹۸

۱۸ محمد بن علی شولانی، تفسیر فتح القدير ج ۳، ص ۲۹

۱۹ پ ۱۱۰ الانبياء ۲۱ آیت ۱۰۱

علی المؤمنین ۷۷

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو تمام مخلوق خدا سے زیادہ شر قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے، انہوں نے کافروں کے بارے میں نازل شدہ آیات مومنوں پر چسپاں کر دی ہیں۔“

اسان الہی کریم نے بھی کاذبوں کے بارے میں نازل شدہ آیات، مسلمانوں پر اور جنوں کے بارے میں وارد آیات انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کر کے یہ کلام تفسیر کے گوش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی کلام اور انہیں کر کے اور ان سے مدد مانگنا ناجائز ہے۔ اب یہ تو علمبردار صاحب ہی بتائیں گے کہ انہوں نے یہ کرب مشرکین کو کسے کیا ہے یا خوارج سے؟ ایک آیت یہ پیش کی ہے،

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَنْبَغُ لَهُمْ يَسْتَعِزُّوا فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۝

خاصی شولانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں،

هَذَا أَمْرٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيَانٌ يَقُولُ بَلْغَاءٌ قُرَيْشِي أَوَّلُ الْكُفَّارِ عَلَى الْأَمَلِ ۝ ۷۷

”یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہے کہ کفار قریش کو سب دلائل یا مطلق کاسر دلوں کو۔“

دوسری آیت یہ پیش کی ہے،

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ ۖ ذِكْرُكُمْ لَهُ الْاَلْمَلِكُ ۖ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

۱۷ محمد بن اسماعیل بخاری، مسیح بخاری (ترجمہ و تفسیر)، ج ۲، ص ۱۱۴

۱۸ پ ۲۲ السبا ۲۲ آیت ۱۲

۱۹ محمد بن علی شولانی، تفسیر فتح القدير ج ۳، ص ۳۲۴

ایک آیت یہ بھی پیش کی ہے :

ایک آیت یہ بھی پیش کی ہے :

له ي ۲۳ ، الزمر ۳۹ آیت ۳۹

آیت النساء ۵

۱۳ فاطرہ ۳ آیت ۱۳

٢ محمد بن علي الشوكاني: تفسير فتح القدير ج ٢، ص ٣٢٣

٢٤ مسلم بن الحجاج القشيري، صحيح مسلم، ج ١، ص ١١٠

سأل ما يسأل من الاحياء كانه معظم لهما وقد
قد منات اذ في التعظيم لما يعبد المشركون غير
الملائكة والانبياء والصلحاء من عباد الله والشعائر التي
بقيت حرمتها في ديننا كفن وادواح الانبياء والاولياء
ليست من قبيل الاصنام والافان بل هي من جنس
الملائكة اداشرف منها فتقام على الملائكة لاعلى
الاصنام والافان التي هي دس له

”سوال: بت یا دش سے سوال کرنا مطلقاً شرک ہے اگرچہ وہ جو باطنی عبادت
جو زندوں سے مانگی جاتی ہے (پھر تم کیسے کہتے ہو کہ جو چیز زندگی میں مانگی جاتی
ہے وہ انبیاء و اولیاء کی روحوں سے بھی مانگی جاسکتی ہے؟)

جواب: مستحکم اور روشن کلام الہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بہت تباہ
اور انہیں توڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ جو شخص ان سے سوال کرتا ہے اگرچہ وہ چیز
مانگی جو زندوں سے مانگی جاتی ہے، وہ ان کی تعظیم کرتا ہے اور ہم اس سے
پہلے بتا چکے ہیں کہ ملائکہ، انبیاء، اولیاء اور وہ شعائر جن کی عزت ہمارے
دین میں باقی ہے۔ ان کے علاوہ جن چیزوں کی مشرک عبادت کرتے ہیں
ان کی معمولی تعظیم بھی کھڑی ہے۔ انبیاء و اولیاء کی رو میں، اصنام اور افان
کے قبیلے سے نہیں ہیں، بلکہ یہ ملائکہ کے قبیلے سے ہیں یا ان سے اعلیٰ ہیں لہذا
ان افان کو فرشتوں پر قیاس کیا جائے گا کہ اصنام و افان پر جو سراپا
سجاست ہیں۔“

بسم الله الرحمن الرحيم

توسل

نعت میں کسی شے کو مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا توسل کہلاتا ہے شرعی طور
پر ایسی چیز کو مائیکے قبولیت کا ذریعہ بنانا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر و منزلت رکھتی ہو تو توسل ہے
بارگاہ الہی میں اعمال صالحہ اور ذوات صالحہ و دونوں ہی مقبول اور محبوب ہیں، لہذا دونوں کو
وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔

قطب مدبر حضرت مولانا ضیاء الدین احمد علی غلیضہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہا
سے ایک شخص نے پوچھا: توسل کے حوازی پر کیا دلیل ہے؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ
اُسے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔“

اس شخص نے کہا کہ آیت میں تو وسیلے سے مراد اعمال صالحہ ہیں۔ حضرت نے منہ مالیا
”ہمارے اعمال مقبول ہیں یا مردود؟ اُس نے کہا: سمجھ کر کیا معلوم؟ حضرت نے منہ مالیا
”حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں یا نہیں؟ اُس نے
کہا: یقیناً مقبول ہیں۔ آپ نے فرمایا: جب اعمال صالحہ کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے جن کی
قبولیت مشکوک نہ ہو تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ کیوں نہیں بنا سکتے جو یقیناً مقبول

ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اعمال اور نوسیلہ پناہ

ترغی شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
انزل اللہ علی امانین وما کان اللہ ليعذبہم
وانت فیہم وما کان اللہ معذبہم وہم يستغفرون
اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دو محفوظ نازل نہ فرمائے ہیں،

(۱) وما کان اللہ ليعذبہم وانت فیہم اللہ تعالیٰ ان کو عذاب
نہیں دے گا، جب تک اسے عجیب، تم ان میں موجود ہو۔

(۲) وما کان اللہ معذبہم وہم يستغفرون اللہ تعالیٰ
ان کو عذاب دینے والا نہیں، جب تک وہ استغفار کرتے ہیں

پہلی آیت میں عذاب سے محفوظ بننے کا وسیلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات
کو اور دوسری آیت میں عمل استغفار کو قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسر علی اللہ

لا تبرہ رواہ مسلم

”بہت پرانے بالوں والے نہیں دروازوں سے دھکیں کر دیا جاتا ہے اگر قسم کرے
اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرمائے (مسلم شریف)

حضرت صاحب ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا:

لے محمد بن علی ترمذی، المعجم، ترمذی شریف، ابواب التضرع، ص ۳۹

لے شیخ ابوالدین ابومحمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ شریف، (کتاب التضرع)، ص ۲۶

هل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم (رواہ البخاری)

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا،

الابدال یکونون بالشاءم وهم اربعون رجلا کلمات
رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بہم الغیث
وینصو بہم علی الاعداد ویصرف عنہم الشاء
بہم العذاب۔

”ابال شام ہی میں ہوں گے۔ یہ پچاس مرد ہوں گے، ان میں سے
ایک جب فوت ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرما دے گا
ان کی برکت سے بارش دی جائے گی۔ ان کے وسیلے سے دشمنوں پر عذاب
کی جائے گی اور ان کی بدولت اہل شام سے عذاب دفع کیا جائے گا۔“

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم رسول اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابغوی فی ضعفائکم فانما ترزقون او تنصرون
بضعفائکم (رواہ ابوداؤد)

”تم اپنے ضعیفوں میں میری رضا طلب کرو کیونکہ تمہیں ضعیفوں کی دولت رقی جی
دیا جاتا ہے یا فرمایا کہ تمہیں اور دوی جاتی ہے۔“

لے شیخ ابوالدین ابومحمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۶

لے ابیضا

لے ابیضا

لے ابیضا

لے ابیضا

ایک تو وہ ضعیف ہیں جو ناداری کا شکار ہیں۔ دوسرے وہ جو عبادت و ریاضت کی کثرت کی وجہ سے لاف و زاریں۔ دوسری قسم کے لوگ دلیہ کرام و سید نصرت و رحمت بننے کے زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت امیر بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں،

”انہ کان يستفتح بصعاليك المهاجرين رواك في شرح السنة“
”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقراء المهاجرين کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دُعا مانگا کرتے تھے۔“

حضرت علامہ علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں،

وقال ابن السكيت بان يقول اللهم انصرنا على الاعداء بحق عبادك الفقراء المهاجرين

”ابن السکیت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح دُعا مانگتے تھے، اے اللہ اپنے فقیر اور مهاجر بندوں کے ظلمیں ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد عطا فرما۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستی ہیں۔ فقراء، مهاجرين کا وسیلہ پیش کرنے کا باعث ہرگز یہ نہیں کہ آپ وسیلے کے محتاج ہیں، بلکہ شکستہ خاطر اور ستم رسیدہ صحابہ، مهاجرين کی عزت افزائی ہے اور انہیں تسلیم کر دینا ہے کہ بارگاہِ الہی میں دُعا کرتے وقت میرے غلاموں کا وسیلہ بھی پیش کر سکتے ہو۔ سبحان اللہ! جس ذاتِ اقدس کے غلاموں سے توسل کیا جاسکتا ہے۔ خود اس ذاتِ مکرم سے توسل کیوں جائز نہ ہوگا؟

لے شیخ ولی الدین، امام، مشکوٰۃ شریف ص ۴۷

لے علی بن سلطان محمندی، مرآۃ المفاتیح (کتب ادارۃ مآبین) ج ۱۰ ص ۱۳

اس گفتگو سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ بارگاہِ الہی میں صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہے بلکہ مقبول بارگاہِ صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔

سید عالم محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے ولادت مبارکہ کے بعد حیاتِ طیبہ ظاہر و باطن، وصال کے بعد عالم برزخ کی مدت میں اور میلانِ قیامت میں جائز اور واقع ہے۔ لے

علامہ ابن قیم کہتے ہیں،

لا سبيل الى السعادة والفلاح لا في الدنيا ولا في الآخرة
الا على ايدى الواسل ولا يزال رضا الله السبيل
الا على ايدى هم

”دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح رسولانِ کرامی کے ہاتھوں ہی مل سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان ہی کی ہوتی رہ سکتی ہے۔“

ولادت باسعادت سے پہلے توسل

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
لما اختلفت ادم الخطيئة قال يا رب اسألك بحق محمد
لما عرفت لي فقال الله يا ادم وكيف عرفت هذا
ولما خلقته؟ قال يا رب لما خلقتني بهيكل ولفنت
في من روحك دفعت رأسي على قوائم العرش

لے الشيخ حسن العدوي المحمدي، مشرق الانوار فی فرائد الاستبصار للطبقة الشافعية مصر، ص ۵۰
لے ابن القيم الجوزية، زاد المعاد ج ۱ ص ۲۸

بِهَذَا الدُّعَاءِ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ انْزِلْ لِي بِحَقِّ مُحَمَّدٍ
الْأُمِّيِّ الَّذِي وَعَدْتَنِي أَنْ تَحْجِيَ لَنَا فِي آخِرِ الزَّمَانِ
فَصَرَّتْ عَلَيْهِمْ قَالٌ فَكَانُوا إِذَا اتَّقَوْا دُعَايَهُ الدُّعَاءِ
فَهَمُّوا غُطْفَانٍ فَلَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَرَّ وَابَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ اسْتِقْصَانِ
عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا يَعْنِي بِكَ يَا مُحَمَّدٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ خیر کے کرنی قبیلہ
غطفان کے ساتھ ملت جنگ میں جیتے تھے۔ ایک مقابلے میں یہودی شکست
کھا گئے تو انہوں نے یہ دعویٰ کیا: اے اللہ! ہم تجھ سے نبی امی محمد مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضیل دُعما بھیجے ہیں جنہیں تو نے آخری زمانے
میں ہمارے پاس بھیجے گا ورنہ کیا تھا، تو ہمیں غطفان کے خلاف ہماری مدد
فرماتا ہر مقابلے کے وقت یہ دُعما بھیجتے تھے، چنانچہ انہوں نے غطفان
کو شکست دے دی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے
تو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
وَكَاذِبِينَ قُلْ لَسْتُ نَبِيٌّ وَلَكِنْ أَنَا نَذِيرٌ مِّمَّنْ بَعَثَ اللَّهُ فِي كُلِّ قَوْمٍ مُّسَدِّدِينَ
اس سے پہلے کافروں کے خلاف شرک کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ یعنی
اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے دیئے سے۔

اہل کتاب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کے وسیلے سے فوج و لغز کی دعائیں مانگا کرتے تھے اور اپنی مرادیں پاتے تھے۔

امام طبرانی معجم کبیر اور معجم اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 علیہ محمد بن ابی بکر بن قیس المصنف (م ۸۵۱ھ) ہدایۃ الحیاری فی زوجۃ الیہود و المناسبات (الجایس الغریبہ) ص ۱۹۸

سے راوی ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت ابوقربؓ انصاریؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور ایک سیاہ فام غلام کو قہر کھودنے کا حکم دیا۔ جب لحد تک پہنچے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غصہ نفس لکھ کھودی اور اپنے ہاتھوں سے مٹی نکالی، جب فارغ ہوئے تو اس قبر میں لیٹ گئے، پھر یہ دعا پڑھی:

اللہ الذی یحبی ویبیت وهو حی لا یموت اغفر لاحی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیہا مدخلہا
 یحیی تبیک والانبیاء الذین من قبلی وناک
 ام حمرا لرحمین - لہ

”اللہ تعالیٰ زندگی اور موت دیتا ہے وہ زندہ ہے اس کے لیے موت نہیں میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے۔ اپنے نبی اور مجھ سے پہلے نبیوں کے طفیل اس کی قبر کو وسیع فرما۔ بیشک تو سب سے بڑا رحم والا ہے۔“
 اس حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں اور دیگر انبیاء کے وصال کے بعد بارگاہ الہی میں وسیلہ پیش کرنا ثابت ہے۔

علامہ فورالین سمہودی فرماتے ہیں،

وقد یکون التوسل بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 یطلب ذالک الامر بمعنی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 قادر علی التسبب فیہ بسؤالہ وشفاعتہ الی رب فیعود
 الی طلب دعائہ وان اختلفت العبارة ومنہ قول
 القائل لہ اسألك موافقتک فی الجنة الحدیث

لہ فورالین بن علی بن احمد سمہودی (م ۱۱۴۸ھ) وفاتہ (دارالحدیث الشریفہ) ج ۱ ص ۸۹

لا یقصد بہ الا کون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبباً وشفاعاً
 ”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ ایک چیز آپ سے طلب کی جاتی ہے مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ بارگاہ الہی میں دُعا شفاعت کے ذریعے سبب بننے پر قادر ہیں۔ اس کا مآل یہ ہوگا کہ آپ سے دُعا کی درخواست ہے اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔ اسی قسم سے صحابی (حضرت زبیرؓ) کی درخواست ہے اسألك موافقتک فی الجنة (الحدیث) میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کی درخواست کرتا ہوں۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ آپ اس مقصد کے لیے سبب اور سفارش بنیں۔“

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں،

وانک ادنی المرسلین وسیلۃ
 الی اللہ یا ابن الاکمین الاطایب
 وکن لی شفیعاً یومر لا ذو شفاعة
 بمعن فتیلا عن سواد بن قارب

”طیب وکرم حضرات کے فرزند! آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام رسولوں سے زیادہ قریب و وسیلہ ہیں۔“

آپ اس دن شیخ شیعہ ہوں گے جس دن کوئی شفاعت کرنے والا ہو اور بن قارب کو کچھ بھی بے نیاز نہیں کر سکے گا۔“

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف سے واپسی پر حجرہ اشرفین فرما رہے تھے اُس وقت قبیلہ ہوازنی کے بچوں اور عورتوں میں سے چھ سزار قبیلہ آپ کے ہمراہ تھے۔

لہ فورالین بن علی بن احمد سمہودی، وفاتہ ج ۲ ص ۱۲۵

لہ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب النہدی، مختصر فیہ الرسول (مکتبہ سلفیہ لاہور) ص ۶۹

اڈوں اور بکریوں کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا۔ ہوازن کا ایک وفد مشرف بہ اسلام ہو کر حاضر ہوا۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہم پر احسان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: قیدیوں اور اموال میں سے ایک چیز پسند کرو، انہوں نے عرض کیا، ہمیں قیدی قبول ہیں۔ آپ نے منہ مایا، جو قیدی میرے ہیں یا جو عبد المطلب کے ہیں، وہ تمہارے ہیں۔ باقی جو قسم ہو چکے ہیں، ان کے لیے یہ طریقہ اختیار کرو:

وَإِذَا مَا اتَّاهَا صِلَاتُ الظُّلَمِ بِالنَّاسِ فَقُومُوا فَقُولُوا
إِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ
إِلَى الْمُسْلِمِينَ وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فِي
أَبَانَا وَفَسَانَا فَسَأَعْطِيكُمْ عِنْدَ ذَلِكَ وَأَسْأَلُ لَكُمْ
"جب میں لوگوں کے ساتھ ظلم کی نماز پڑھوں تو تم کہہ کر کہ یا ہم رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے ہماری شفاعت
فرمائیں اور مسلمان ہماری شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں۔ ہم اسے
بٹول اور جوتوں کے حق میں توہین نہیں اس وقت مٹا کر دوں گا اور تمہاری تلاش
کروں گا۔"

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اکثر صحابہ نے عرض کیا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ حضور کا
ہے۔ باقی صحابہ سے آپ نے وعدہ فرمایا کہ ہر قیدی کے بدلے پہلے مال قیمت سے چھ
اونٹیاں دی جائیں گی، اس طرح ہوازن کو تمام قیدی مل گئے۔

اسی موقع پر حضرت زبیر بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) نے عرض کیا،
أَمْسَنْ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي كَرَمٍ
فَإِنَّكَ أَمْسَرُ تَرْجُوهُ وَتَنْتَقِلُ

نہ عبد الملک بن ہشام (دم ۱۱۳ھ) ۱۔ الرضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) نے عرض کیا،
لَعَلَّ عَمَلًا لَمْ يَنْجُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا

"یا رسول اللہ! ہم پر احسان اور کرم فرمائیں۔ آپ وہ انسان ہیں، جن کے
احسان کی ہم توقع رکھتے ہیں اور منتظر ہیں۔"

قبیلہ بنو نجر اور خزاعہ کی جنگ اسلام سے پہلے چلی آ رہی تھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر
بنو نجر، قریش کے حلیف بن گئے اور خزاعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بنو نجر بنے
صلح کا یہ موقع غنیمت جانا اور قریش کی مدد سے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور لوٹ مار کی، مگر بنو نجر
چالیس افراد کو ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امداد حاصل کرنے کے لیے
مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوئے۔

امام طبرانی مجمع صغیر میں راوی ہیں کہ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فرماتی ہیں:

انہما سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
يقول في متوفضه ليلا، لبيك لبيك (ثلاثا) نُصِرْتُ
نُصِرْتُ (ثلاثا) قلت يا رسول الله سمعتك تقول في
متوفضك لبيك لبيك ثلاثا نُصِرْتُ نُصِرْتُ ثلاثا
كانك تكلم انسانا فهل كان معك احد؟ فقال هذا
سراج بن حبيب يستصحبني ويؤمرني ان قريشا امانات
عليهم بنى بكرة (الى ان قالت) قالت فاقمتا ثلاثا
ثم صلي المصبح بالناس، فسمعت الراس يندس ۸۔
"انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو دفاتے میں تین مرتبہ
لبيك لبيك کہی اور تین مرتبہ نُصِرْتُ نُصِرْتُ (املا کی گئی) فرمایا میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو تین مرتبہ لبيك لبيك اور تین مرتبہ نُصِرْتُ نُصِرْتُ

لَعَلَّ عَمَلًا لَمْ يَنْجُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا ۱۔ مختصر سیرۃ الرسول (مکتبہ صفیہ لاہور) ص ۳۳۳

فرماتے ہوئے سنا جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے ہیں، کیا وضو نہ کرنا
میں کوئی آپ کے ساتھ تھا؟ آپ نے فرمایا، یہ بنو کعب کا رجز خواں مجھے مدد
کے لیے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا ہے کہ تشریف لے آئے ان کے خلاف بنو نجر کی
امداد کی ہے۔ تین دن کے بعد آپ نے سماء کو مسجد کی نماز پڑھائی، تو میں نے
سنا کہ رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا؛

یہ بھی صحابی ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے بارگاہ رسالت میں فریاد کی اور ان
کی فریاد سنی گئی۔

حضرت عثمان بن عفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت
میں حاضر ہو کر درخواست کرتے ہیں کہ میرے لیے مینائی کی دعا فرمائی جائے۔ حضور نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اور چاہو تو میر
کردار اور میرے تمہارے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا دعا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح
وضو کر کے دو رکعت ادا کرو اور یہ دعا مانگو،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَ اَتُوْجِّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ

یا مُحَمَّد اِنِّیْ تَوَجَّصْتُ بِکَ اِلَیْ دُفِیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهِ

لَتَقْضِیَ اللّٰهُمَّ شَفَعَتِیْ۔ لے

”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میری طرف نبی رحمت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد! میں آپ کے وسیلے

سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ پوری کر دی جائے۔

اے اللہ! میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔“

لے ابوہریرہ راوی کہ انیسواہری، المستدرک (دار الفکر بیروت) ج ۱، ص ۵۱۹
فتا، ترجمہ شریف، الجواب الدعوات (فرد محمدی) ص ۱۵ پر بھی یہ حدیث موجود ہے لیکن اس میں لفظ
یا محمد نہ مذکور پایا ہے۔ شاید اس حدیث کو بھی عتیقہ ترجمہ کے خلاف سمجھا گیا ہے۔ ۱۲ قادری

امام طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابھی ہم وہیں پہنچے تھے، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ
صاحب تشریف لائے، ان کی مینائی جمال ہو چکی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کبھی تکلیف
ہوئی ہوئی نہ تھی۔

اہل مدینہ قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت
کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متر پر تشریف فرما ہوئے اور بارش کی دعا کی، پھوڑی
دیر گزری تھی کہ اور بارش شروع ہو گئی، مدینہ منورہ کے آس پاس کے لوگوں نے حاضر ہو کر شکایت
کی کہ ہم تو ڈوب جائیں گے۔ آپ نے دعا کی اے اللہ! ہمارے امور کو بارش ہویم پر نہ ہو۔
پہنچنا بادل آس پاس سے اس طرح ہٹ گیا، جیسے تلخ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا،

لَوَادِمَکَ الْوِطَالِبُ هٰذَا الْیَوْمَ لَسُوْرَ فَقَالَ لِبَعْضِ

اصْحَابِہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَسَرَدْتَ لِقَوْلِہٖ

وَ اَبِیضَ یَسْتَسْقِی الْغَمَامُ الْوِجْمَ

ثُمَّ اَلِیْتَ اَمِّیْ عَمَمَہٗ لِاِرَامِہِ

فَقَالَ اَجَلٌ! لے

”اگر الوطالب اس دن کو پاتے تو انہیں غرضی ہوتی۔ ایک صحابی نے عرض

کیا حضور! آپ کا اشارہ ان کے اس شعر کی طرف ہے،

گور سے رنگ واسے جن کے چہرے کے وسیلے سے بارش کی غاماتی

جاتی ہے تسمیوں اور ناداروں کے لمبا دماغی!

فرمایا، ہاں!“

وصال کے بعد توسل

امام قسطلانی، ابن مزینہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ربیہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع ملی تو روتے ہوئے حاضر ہوئے اور چیرہ انداز سے پکڑا اٹھا کر قوں عرض کرنے لگے،

ولوا من موتک کان اختیارا لجمدنا لموتک بالنفوس
اذکونا یا محمد عند ربک ولکن من جالک۔ لہ
اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جائے گا تو ہم آپ کے وصال کے لیے اپنی
جائیں قربان کر دیتے۔ حضور! اپنے رب کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ہمارا
خیال ضرور رکھنا۔

ایک صاحب کی یہ مقصد کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات
کرنا چاہتے تھے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ انہوں نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا: حضور کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا
ماگو، اللہ تعالیٰ اس مسئلہ الخ

انہوں نے یہ عمل کیا، صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو گئی اور
انہوں نے ان کی حاجت پوری کر دی، بلکہ فرمایا: جب کوئی کام ہو تو میرے پاس آجائے گا
وہی ہے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور حکمران ادا کیا کہ آپ کی سفارش سے یہ کام
ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سفارش بالکل نہیں کی۔ میں نے تو جس دم مل گیا تھا جو حضور
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نامینا صحابی کو تسلیم فرمایا تھا۔ (مخصوصاً) لہ

لہ احمد بن محمد القسطلانی، امام (د ۹۲۲ھ) مرآۃ المفردین (شرح منہج الترقی)، ۸ ج، ص ۳۲۲
لہ الطیب زانی، امام، المعجم الصغیر، ص ۱۰۳

حضرت مالک الدار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خازن، راوی ہیں کہ حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قحط واقع ہو گیا۔ ایک صاحب حضرت بلال بن
عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جس کا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار انور
پر حاضر ہوئے اور عرض کی،

یا رسول اللہ! استسق لامتک فانهم قد هلكوا
یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمائیے کیونکہ وہ لوگ ہلاک
ہوئے جا رہے ہیں۔

قال فاتاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام وقال
امت عمر فجمده ان لیستقی للناس فانهم سیقون
وقل لہ علیک الکیس الکیس فاتی الرجل عمر فاخبرہ
قال فبکی عمر وقال یا رب ما آلوا الا ما یجنت عندہ
”خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور
فرمایا: تمہارے پاس مایہ اور انہیں کہہ دو لوگوں کے لیے بارش کی دعا کہیں! انہیں
بارش دی جائے گی اور انہیں کہہ دو کہ مایہ کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ وہ
صاحب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا حضرت
عمر رو دیئے۔ اور کہا یا اللہ! میں اپنی بساط بھر کو تاجی نہیں کرتا۔“

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو خلافت میں شام میں بھر قحط واقع ہوا،
جسے عام الزما دہ کہتے ہیں۔ حضرت بلال بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی قوم
بروز ربیعہ نے کہا: ہم مرے جا رہے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے۔ فرمایا: بکریوں میں کچھ نہیں رہا۔
اور ربیعہ اتوار انہوں نے بکری ذبح کی۔ جب اس کی کھال اتاری تو نیچے سے سرخ بکری علی

لہ ابن عبد البر القری العزلی، الکشیف (ادوار)، بیروت، ۲ ج، ص ۶۲

یہ دیکھ کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

فنادی یا محمد! فلما استجی فأمسى في المنام

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ ابشر بالھیبة

”اور پکارا یا محمد! رات ہوئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں فرما رہے ہیں کہ تمہیں زندگی مبارک ہو۔“

جنگ یمامہ میں مسیلر کذاب کے ساتھ فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی جبکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ مقابلہ بہت شدید تھا۔ ایک وقت فوجت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان مجاہدین کے پاس ڈاکھڑنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار تھے۔ انہوں نے یہ حالت دیکھی،

فنادی بشعار المسلمین وكان شعارهم يومئذ

یا محمد! لا تہ

”تو انہوں نے مسلمانوں کی علامت کے ساتھ ندا کی، اس دن مسلمانوں کی

علامت تھی یا محمد! لا تہ

حضرت ابو عبیدہ ابن عامر الجراح نے حضرت کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک ہزار افراد کے ہمراہ طلب کا مائدہ لینے کے لیے روانہ کیا جب وہ طلب کے قریب پہنچے تو یوں تپا پانی ہزار افراد کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ مسلمان جم کر لڑے، اتنے میں پیچھے پیچھے ہوتے پانچ ہزار افراد کے لشکر نے حملہ کر دیا۔ اس خطرناک صورت حال نے مسلمانوں کو بے حد پریشان کر دیا۔ حضرت کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اٹھاتے ہوئے بلند آواز سے پکارا:

لے صافہ ابن کثیر

لے ایٹھا

یا محمد! یا محمد! یا نصر اللہ انزلہ

”یا محمد (دوبار) اسے اللہ کی امداد، نزول مندرجہ“

مسلمان ان کے گرو جمع ہو گئے اور کمال ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔

فتح یمامہ کے موقع پر ایک دفعہ جب رات بھر تنگ ہوتی رہی، اُس وقت مسلمانوں کا

شعار (علامتی نشان) تھا۔

یا محمد! یا محمد! یا نصر اللہ انزلہ

ابو مجزاء حضرت اوس بن عبد اللہ فرماتے ہیں ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا

اہل مدینہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

أنظر واقبہ البی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاجعلوا

منہ کوا الی السماء حتی لا یکون بینہ و بین السماء

سقف قال ففعلوا فمطر وامطر حتی نبت العشب

وسمنت الابل حتی تفتنت من الشحم فسمی عام الفیق

”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار مبارک کو دیکھو اور آسمان کی طرف

اس کا روشن دان کھول دو کہ اس کے اور آسمان کے درمیان چھت حاصل

زرے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اتنی بارش ہوئی کہ سبزہ اگا، اوٹ موٹے ہو گئے

اور چہل کی زیادتی کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ گئے۔ پچاس پندرہ سال کا

نام پر عام الفیق رکھ دیا گیا۔“

سیدنا حضرت علی بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پادشہ مبارک ہو گیا

لے محمد بن عمر القادی

لے ایٹھا

لے عبداللہ بن عمر بن العاصی (۲۵۵ھ) سنہ دہری (دارالحی سن، مصر) ج ۱ ص ۳۳

فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ ، اذْكُرْ احْبَبَ النَّاسَ اِلَيْكَ فَتَالَ
يَا مُحَمَّدُ ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَفْسًا شَطَطًا عَقَالًا
هَيْكَلًا خَفِصًا لَمْ يَهْنُ كَمَا هُنَّ سَبِيحِي كَوَافِرُكَ وَتَوَحُّشِ تَمَامِ السَّائِسِ فِي بَابِ
مُحِبُّوهُ اَمَّا اَنْهَوْنَ فِي كَلْبَا ، فَانْجَمُ رَاسُهَا ، وَلِيْلَهُ وَلَمْ اَدْرِ اَيَّ وَقْتٍ جَنَاحُهَا
سَبَّحَتْ كَوَافِرُ قَدِيدَةِ اَنْزَاكَ وَرَسَيْتُ كَيْتُ هُنَّ -

”اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص کا پاؤں
سو گیا، تو آپ نے اسے فرمایا: اس کو یاد کرو جو تھیں سب انسانوں سے
زیادہ محبوب ہیں۔ اس نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پاؤں صبح بچھا دیتا
”تیسیم بن عدی کہتے ہیں کہ بنو عامر نے بقرو میں اپنے جانور کھیتی میں چرائے انہیں طلب
کرنے کے لیے حضرت موسیٰ اشعری (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی طرف) بھیجے گئے۔ بنو عامر
نے بلند آواز سے اپنی قوم آل عامر کو بلایا تو حضرت مالک بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صحابی اپنے
مشترک واروں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے انہیں حضرت ابو موسیٰ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے
پوچھا: آپ کیوں نکلے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں نے اپنی قوم کی پکار سنی تھی، حضرت ابو موسیٰ
اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں تاربانے لگانے۔ اس پر حضرت مالک بن عدی رضی اللہ عنہ
نے کہا۔

فان تك لابن عفان امينا
ويا قبر النبي وصاحبيه
فلم يبعث بك البر الامينا
الا يا غوثنا الوسم حوتا

لے ابوکریم یحییٰ بن شرف النووی، امام:
الاذکار (مصطفیٰ البانی الحنبلی مصر)، ص ۲۶۱
میں ایضاً " " "

سید ابن عبدالبر النمیری القرطبی (م ۴۶۳ھ) الاستیعاب علی الاسانید (دار صادر بیروت) ج ۳، ص ۵۸۶

”اگر تو ابنِ عصفان کا امین ہے، تو انہوں نے تجھے احسان کر کے ۲۰ لاکھ امین بنا کر ہی بھیجا!“
 ”اے نبی! اور ان کے دوصاحبوں کی قبر! اے ہمارے فریادرس!“

کاش آپ ہماری فریاد سن لیں؟“

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حراست میں میدان جنگ سے گزریں تو بے ساختہ فریاد کی:

یا محمد! یا محمد! صلی علیک اللہ و ملک المساء
 ہذا حسین بالعرۃ مزمل بالدماء مقطوع الاعضاء
 یا محمد! وبناتک سبا یا وذریتک مقتلتہ تسفی
 علیہا الصبا۔ قال فاہکث کل حدو وصدق لہ
 ”اے بہت ہی تعریف کیجئے ہوئے! امداد و رحیمہ اللعالم آپ پر
 رحمتیں نازل فرمائے اور آسمانی فرشتے درود بھیجیں، یہ عین میان میں ہیں،
 خون نہیں نہاتے ہوئے، اعضاء کے مجھوئے۔ یا محمد! امداد آپ کی بیٹیاں
 حراست میں ہیں، آپ کی اولاد شہید کر دی گئی۔ بادشاہ اس پر مٹی مارا ہی ہے۔
 رادی کہتے ہیں اس کی ہر مٹوڑ فرادے ہر اپنے اور بچنے کو ڈھلایا۔

امت مسلمہ — اور توسل

جماع صحابہ

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
بارش کی دوماں طرح مانگا کرتے تھے۔

عن انس بن مالك ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
كان اذا فُحطوا استسقى بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ
فقال اللهم انا كنت بتوسل اليك بنينا صلي الله عليه وسلم
فتسقيننا وانا نتوسل اليك بعم بنينا فاستسقنا قال فيسقون
”حضرت انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ خط میں
مینکلا ہو جاتے تو حضرت عمر فاروق، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
وسیلے سے بارش کی دعا کرتے اور عرض کرتے بار ابار! ہم تیری بارگاہ میں
نبی کے محرم حجاب کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو ہمیں براب فرما، تو انہیں بارش
عطا کر دی جاتی۔“

ابن حجر اور ان کے متقلدین کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بجائے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پیش کیا۔
اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وصال کے بعد توسل جائز نہیں،
یہ کھلکا ہوا مسئلہ ہے۔

۱۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ بارگاہ الہی میں صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا
ہی جائز نہیں، بلکہ ذوات صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے اور اس پر صحابہ کرام کا
اجماع ہے کیونکہ یہ دعا صحابہ کرام کے اجتماع میں مانگی گئی اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا
جبکہ تمہیں اس سے انکار ہے۔

۲۔ اگرچہ حضرت عباس وہ برگزیدہ ہستی ہیں کہ خود ان کا وسیلہ بھی پیش کیا جاسکتا تھا،
لیکن حضرت عمر فاروق نے یوں عرض کیا کہ یا اللہ! ہم تیرے نبی کے حجاب کا وسیلہ پیش کرتے ہیں
تو دراصل یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا وسیلہ ہے۔

لے محمد بن اسماعیل البخاری، امام، مسیح البخاری (ترجمہ، کراچی، ۱۳۷۷ء ص ۱۲۷)

علامہ بدائع الدین صنی کی نقل کردہ روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے منبر پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی پھر حضرت عباس نے جو ان
کے سامنے منبر تشریف فرما تھے۔ ان الفاظ میں دعا کی۔

اللهم لعل ينزل بلاء الامم والدين ولم يكشف الابتوبه
وقد توجه بنى القوم اليك لمساكن من نبيك - لے
”اے اللہ! بلاء گناہوں کے سبب ہی نازل ہوتی ہے اور توبہ ہی سے دور ہوتی
ہے۔ یہ لوگ میرے وسیلے سے تیری طرف توبہ ہوتے ہیں کہ میرا تیرے نبی سے
تعلق ہے۔“

ما فظ ابن عبد البر، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں،
وروينا من وجوه عن عمر انه خرج يستسقى وخرج معه
بالعباس فقال اللهم انا نتقرب اليك بعم نبيك
صلى الله عليه وسلم ونستشفع به فاحفظ فيه لنبيتك
صلى الله عليه وسلم كما حفظت الغلامين لصلاح ابيهما
”ہمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد روایات پہنچی ہیں کہ وہ حضرت
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ استسقاء کے لیے نکلے اور دعا کی اس وقت
ہم تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلے سے تیرے قریب جاتے ہیں،
ان کو شفیع بناتے ہیں۔ پس تو ان میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عانت
فرما جیسے تو نے دو بچوں کی ان کے باپ کی شکی کے طفیل حفاظت فرمائی
(کہ ان کی گرتی دیوار سیدھی کر دی)

لے عبد البر بن محمود صنی، علامہ، عمدۃ القندی (محمد بن وکیب بیروت) ۴/۷ ص ۳۲
لے ابن عبد البر بن محمود صنی، استیعاب (دار صادر بیروت) ۳/۱ ص ۹۹

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ویسے سے دُعا کرنا دراصل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہی تو نسل ہے۔

۳۔ بارگاہِ خداوندی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا تو مسلم تھا ہی، حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت عباسؓ کا وسیلہ پیش کر کے بتلادیا کہ تو نسل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ آپ کے قربت دار اور اہلِ سلاح امتیوں کا وسیلہ بھی پیش کیا جاسکتا ہے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔ اتنی کو وسیلہ نہیں بنا سکتے۔

حضرت سید محمد بن عامر شافعی راوی ہیں،

ان السماء تحطت فخرج معاوية بن ابي سفيان رضي الله عنه واهل و مشق يستسقون فلما قعد معاوية على المنبر قال اين يزيد بن الاسود المجوشي قال فناداه المتناس فاقبل يتخطى فامر معاوية فصعد المنبر فقع عند رجليه فقال معاوية اللهم انا نستشفع اليك اليعمر بخيرنا وفضلنا اللهم انا نستشفع اليك بيزيد بن الاسود المجوشي يا يزيد اسرف بديك الى الله فرفع يزيد ورفع الناس ايديهم فلما كان اوشك ان تارت سحابة في المغرب وهبت له ارباع فسقينا حتى كاد الناس لا يتمثلون الى منازلهم يله

”بارش نہیں ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل و مشق بارش کی دُعا کے لیے باہر نکلے جب حضرت امیر معاویہؓ نے منبر پر بیٹھے تو فرمایا:-

یزید بن الاسود الجوشی کہاں ہیں؟ لوگوں نے انہیں بلایا تو وہ پہلے گئے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکر پر وہ منبر پر چڑھے اور ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ حضرت امیر معاویہ نے دعا مانگی، اے اللہ! آج ہم بہت اور افضل شخصیت کی سفارش پیش کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں یزید بن الاسود بن الجوشی کی سفارش پیش کرتے ہیں۔

یزید! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاؤ۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے، لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے اور دُعا کی، اے اللہ! مغرب کی طرف سے ایک بادل اٹھا جو اپنے لگی اور زوردار بارش شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو گھوٹ تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔“

اس اجتماع میں مسابکرام بھی موجود ہیں، تاہم یہ بھی حاضر ہیں۔ ان میں سے کسی نے ایک مرد صالح کے ویسے سے دُعا مانگنے پر اعتراض نہیں کیا۔ یہ بھی ان حضرات کا ہونا تو نسل پر اجماع ہے۔

تو نسل اور ائمہ اربعہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں،

يا مالكي كن شافعي في فائقى افى فقير في الوضى لغناك
يا اكرم الثقلين يا كنز الوضى جدلى بجمعك وارضى بؤناك
انا طامع بالمجموع منك ولم يكن لادنى حنيقة في الانام سواك
”اے میرے مالک! آپ میری حاجت میں شیع ہوں،
میں تمام حقوق میں آپ کے غنا کا فقیر ہوں۔“

”لے جتن دامن سے زیادہ کہیں اے مخلوق کے خزانے!

مجھ پر احسان فرمائیں اور اپنی رضا سے مجھے راضی فرما دیں۔“

”میں آپ کی بخشش کا امیدوار ہوں اور آپ کے سوا مخلوق میں اور عین کا کوئی نہیں

حضرت امام مالک مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں یہ تصور دینو عباس کے غیظہ ثنائی

نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدارِ افضل کی زیارت کے لیے حاضر دی تو حضرت

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: اے ابو عبد اللہ! میں قبلہ رخ ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رخ کروں؟ امام مالک نے فرمایا:

ولم تصوت وجمعت عندہ و هو وسيلتك ووسيلتي

ایک آدمی اللہ تعالیٰ بل استقبلہ واستشفع به

فشفعه اللہ فیک۔ لے

”تم اپنا چہرہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں پھیرتے ہو؟ مالک

آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرا اور تیرے عہدِ اجداد کا سلام کاویہ

ہیں، بلکہ آپ کی طرف رخ کرنا آپ سے شفاعت کی دعا مست کر اللہ تعالیٰ

تیرے بارے میں آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا۔“

تغییب ہے کہ اگر مکرر اور مدینہ منورہ میں بہت سے لوگوں کو تعمیرِ شریف کی طرف پاؤں

پھیلانے کو سوتے ہوئے دیکھا گیا ہے، انہیں کوئی منع نہیں کرتا، لیکن بارگاہ رسالت میں صلوات و

سلام عرض کرنے والوں کو بار بار کہا جاتا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگو اور اللہ تعالیٰ

کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف پشت نہ کرو۔ فیما للعیب

والی اللہ المشتکی۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منہ فرماتے ہیں:

لے قاضی میاض مالکی، امام، الشفاء۔ (قارو فی کتب فاضلہ) ج ۲، ص ۳۳

آل النجب ذریعتی وھذا لیہ وسیلتی

امرجوا بہم أعطی غدا بیدی الیومین صحیفتی

”آل نبی میرا ذریعہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف میرا وسیلہ ہے۔

مجھے امید ہے کہ ان کے وسیلے سے مجھے قیامت کے دن نامہ اعمال

دائیں ہاتھ میں دیے گئے گا۔“

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے

دعا مانگی تو ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو تعجب ہوا۔ امام احمد نے فرمایا:

ان الشافعی کالشمس للناس وکالعافیۃ للبدن

”امام شافعی کی شان ہے جیسے لوگوں کے لیے سورج اور بدن کے لیے عفت“

توسل — اور ائمہ اعلام

مسئلہ توسل کے بارے میں علماء اسلام کے اقوال اور واقعات کو جمع کیا جائے تو ایک بڑے بڑے

کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اختصار کے پیش نظر چند علماء اسلام کے ارشادات نقل کیے جاتے ہیں،

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ (۵۰۵ھ) آداب السفر میں فرماتے ہیں:

ویدخل فی جملۃ زیارۃ قبور الانبیاء علیہم السلام

وزیارۃ قبور الصحابۃ والتابعین وسائر العلماء و

الاولیاء وکل من یتبرک بشاہدۃ فی حیاتہ یتبرک

بزیارۃ بعد وفاتہ ویجوز شد الرحال لھذا الغرض۔ لے

لے احمد بن حجر المذہبی (۴۰۲ھ) السوانح المحرقہ (مکتبۃ القاہرہ مصر) ص ۱۸۰

لے یوسف بن اسماعیل النہبانی، شواہد الحق (مصطفیٰ البانی، مصر) ص ۱۶۶

لے احمد محمد بن محمد الغزالی، الامام، اعیان علوم القربین (دار المعرفۃ بیروت) ج ۱۲، ص ۲۴۶

” سفر کی دوسری قسم میں انبیاء کرام علیہم السلام صحابہ تابعین اور دیگر علماء و اولیاء کے مزارات کی زیارت بھی داخل ہے۔ زندگی میں جس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ وفات کے بعد بھی اس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ امام ابن الحاج جو علماء مشرورین میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے اولیاء کرام انبیاء عظام اور خصوصاً حضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل اور منتفائے کا طریقہ شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ ذیل میں چند اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں:

اگر میت عوام الناس میں سے ہے تو اس کی قبر کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ قبیلہ کی جانب بیٹھ کر میت کی طرف رخ کرے۔ پیٹھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر یہاں تک ممکن ہو میت کیلے دعا کرے:

و کذلک یدعو عند هذا القبر عند نازل نزولت جدہ
 او بالمسلمین و یتضوع الی اللہ تعالیٰ فی ذوالہما و
 کشفھا عنہ و عنہم لہ
 ” اسی طرح ان قبر کے پاس جا کر دعا کرے۔ جب نازل پر یا مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گونگوائے کہ اس مصیبت کو نازل اور مسلمانوں سے دور فرما دے۔“

تشریتوسل باہل ثلاث المقابر اعنی بالمصالحین منهم
 فی قضاء حوائجہ و مغفرۃ ذنوبہ تشریدعو لنفسہ
 ولوالدیہ ولشأخہ ولاقاربہ ولاہل تلك المقابر
 ولا مولات المسلمین ولا حیاتہم و ذریتہم الی یوم
 الذین ولین غاب عنہ من اخوانہ و یجاء الی اللہ تعالیٰ

بالدعاء عندهم و یکثر التوسل بهم الی اللہ تعالیٰ لان سبجائہ
 اجتباہم و شرفہم و کرمہم فکما نفع بہم فی الدنیا
 ففی الآخرۃ اکثر قمن اراد حاجتہ فلیذهب الیہم و
 یتوسل بہم فانہم الواسطۃ بین اللہ تعالیٰ و خلقہ۔
 وقد تقرر فی الشریع و علم مال اللہ تعالیٰ بہم من
 الاعتناء و ذلک کثیر مشہور و ما زال الناس من العلماء
 والا کا بر کا برا عن کا بر مشرق و مغرب یا تیر کوں بزیارت
 قبورہم و یجدون برکتہ ذالک حسا و معنی لہ

” پھر اپنی حاجتوں کے برائے اور گناہوں کی مغفرت میں اولیاء کرام کا وسیلہ
 پیش کئے۔ پھر اپنے لیے والدین، مشائخ اور اقارب کے لیے ان اہل قبر کے لیے اور زندہ و مردہ مسلمانوں
 اور قیامت تک آنے والی ان کی اولادوں کیلئے اور جو بھائی یا خاندان ان سب کے لیے دعا کرے۔“

اور ان اولیاء کرام کے پاس کھڑا ہو کر عجز و بارگاہ الہی میں دعا کرے اور کثرت
 سے اُن کا وسیلہ پیش کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب فرمایا ہے اور
 انہیں شرافت و کرامت سے نوازا ہے جس طرح دنیا میں اُن کے ذریعے نفع
 عطا فرمایا ہے۔ آخرت میں اس سے زیادہ نفع ہے جو شخص کسی حاجت کا ارادہ
 کرے تو وہ ان حضرات کے پاس جائے اور ان کا وسیلہ پیش کرے، کیونکہ وہ
 اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔

شریعت میں ثابت اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کثرت عزت افزائی
 فرماتا ہے اور یہ کثرت ہے اور مشہور ہے۔ علمائے مشرق و مغرب کے عظیم اکابر
 مزارات اولیاء کی زیارت سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں اور جتنی اور مثنوی

طوری پاس کی برکت پاتے رہے ہیں۔

پھر شیخ امام ابو عبد اللہ بن عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں،
تحقق لذوی البصائر والاعتبار ان زیارة قبور
الصالحین محبوبۃ لاجل التبرک مع الاعتبار فان
بوکۃ الصالحین جاریۃ بعد مماتہم کما کانت فی
حیاتہم والدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بہم
معمول بہ عندہم انما المحققین من ائمتہ الدین
» ارباب بصیرت و اعتبار کے نزدیک ثابت ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات
کی زیارت برکت اور عبرت حاصل کرنے کے لیے مجرب ہے، کیونکہ اولیاء کرام
کی برکت ان کی (ظاہری) زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی جاری ہے۔
اولیاء کرام کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا ہماری علمائے
محققین کے نزدیک کامیاب ہے۔

اس کے بعد انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے مزارات پر عارضی دینے کے
بارے میں فرماتے ہیں،

واما عظیم جناب الانبیاء والمرسل صلوات اللہ و
سلامہ علیہم اجمعین فیأتی الیہم الزائر ویتعین
علیہ قصدہم من الاماکن البعیدۃ، فاذا اجاء الیہم
فلیتصف بالذل والانتکاس، والمسکنتہ والفقۃ الحاجۃ
والاضطرار والخصوع، ویحضر قلبہ وخاطرہ الیہم
والی مشاہد تہم بعین قلبہ لاجلین بصرۃ، لاہم لایہلون

لہ ابن الحاج، امام،

الذیل ۱۵ ص ۲۲۹

ولا یتغیرون ثم یشئ علی اللہ تعالیٰ بما ہوا اہلہ
ثم یصلی علیہم ویقرضی عن اصحابہم ثم یرحم
علی النابغیر لہم باحسان الی یوم الدین ثم یتوسل
الی اللہ تعالیٰ ہم فی قضاء ما ریدہ ومغفرۃ ذنوبہ
ویستغثی بہم ویطلب حوائجہ منہم ویجزم الاجابۃ
ببرکتہم ویقوی حسن ظنہ فی ذالک فانہم باب
اللہ المفتوح۔

وجرت سنتہ سجادہ وقلانی فی قضاء الحوائج علی
ایدیہم وبسببہم ومن یحجز عن الوصول الیہم
فلیرسل بالسلام علیہم ویذکر ما یحتاج الیہ من
حوائجہ ومغفرۃ ذنوبہ واستغیثہ الی غیر ذالک
فانہم التادلات الکلام والکلام لایردون من سألہم ولا من
توسل بہم ولا من قصدہم ولا من لجا الیہم لہ
» انبیاء و مرسل علیہم السلام کے عظیم بارگاہ میں زائر حاضر ہو کر اس پر
لازم ہے کہ دُور و راز سے ان کا قصد کرے، جب ان کی بارگاہ میں حاضر ہو تو
عاجزی، انحراری، فقر وفاقہ، حاجت و اضطرار اور فروتنی سے مصروف ہوا اپنے
دل اور خیال کو ان کی بارگاہ میں حاضر کرے اور سر کی آنکھ سے نہیں، دل کی آنکھ
سے ان کی زیارت کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ انبیاء کرام کے اجسام مبارک میں
پرسیدگی اور تفسیر پیدا نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد و ثناء کہے
انبیاء کرام پر درود بھیجے، ان کے اصحاب کے لیے رخصتے الہی کی دعا کرے

لہ ابن الحاج، امام،

الذیل ۱۵ ص ۲۵۱-۲

اور قیامت تک اصحاب کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لیے مائے رحمت کئے
پھر اپنی مہاجرتوں کے برکنے اور گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی
بارگاہ میں انبیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے، ان کی بدولت امداد کی درخواست
کرے اور اپنی حاجتیں ان سے طلب کرے اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے
دعا قبول ہوگی اور اس مسئلے میں تمام تر حین ظن سے کام لے کر یہ کثیر جزات
اللہ تعالیٰ کا کھلا ہوا روزہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادت کرمیہ جاری ہے کہ ان کے سبب اور ان کے ہاتھوں پر
حاجتیں برتا جائے جو شخص ان کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے، وہ ان کی بارگاہ میں
سلام بھیجے اور اپنی مہاجرتوں، گناہوں کی مغفرت اور عیب کی پریشیدگی وغیرہ کا
ذکر کرے، کیونکہ یہ جزات سادات کرام میں اور کرم سوال کرنے والے وسیلہ
پکڑنے والے قصد کرنے اور پناہ لینے والے کو نہیں کرتے۔

حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل

اور امام ابن الحسان

واما فی زیارة سید الاولین والآخرین صلوات اللہ
علیہ وسلامہ فکل ما ذکر بزیار علیہ اضعافاً اعنی
فی الالکسا والذل والمسکنة لانه النافع المشفق
الذی لا ترو شفاعته ولا یخیب من قصده ولا من
نزل بساحته ولا من استعان واستغاث به اذ انہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام قطب دائرۃ الکمال وعروس

مملکتہ اللہ۔

فمن توسل بہ واستغاث بہ او طلب حوائجہ منہ فلا
یرد ولا یخیب لما شہدت بہ المعاینۃ والاثار و یحتاج
الی الادب الکل فی زیارۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقد
قال علماءنا رحمۃ اللہ علیہم ان الزائر یشعر بقسمیانہ
واقف باین یدیدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ہونی حیاتہ
اذ لا فارق بین موتہ وحیاتہ اعنی فی مشاہدۃ لاحتہ
ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعن اثمہم وخواطرہم
وذلك عندہ جلی لاختفاء فیہ۔ لہ

حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت میں مذکور
امور یعنی مہاجرتوں، گناہوں اور مسکنت میں کسی گناہ اضافہ کرے، کیونکہ آپؐ قبول
الشفاعتہ شیعہ ہیں، جن کی شفاعت روئیں کی جاتی۔ آپؐ کا قصد کرنے والا آپؐ
کے دربار میں حاضر ہونے والا آپؐ سے استغاثہ و استغاثہ کرنے والا محرم
نہیں رہتا یا مانتا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائرہ کمال کے قطب اور
قطب الہی کے دوایا ہیں۔

جو شخص آپؐ کا وسیلہ کرتا ہے یا آپؐ کے ذریعے مدد طلب کرتا ہے اپنی حاجتیں
طلب کرتا ہے، وہ محرم نہیں کیا جاتا کہ مشاہدہ اور آثار اس پر مشاہدہ میں آپؐ کی
زیارت میں کامل ادب کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ
یہ زائر محسوس کرے کہ میں آپؐ کے سامنے کھڑا ہوں جیسے کہ آپؐ کی حیات
ظاہرہ میں تھا کیونکہ آپؐ کی موت اور حیات میں فرق نہیں ہے۔ آپؐ کی حیات کا

مشاہدہ فرماتے ہیں اور اُن کے احوال، فیتوں، ارادوں اور خیالات کو
طاہر فرماتے ہیں اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے، اس میں کئی خفا نہیں رہتا
ابھی اہل ایمان کے علاج کی یہ عبارت گوری ہے،

فمن اراد حاجة فليذهب اليهم ويتوسل بهم فانهم
الواسطة بين الله تعالى وخلقهم

”جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے وہ اولیاء کرام کے موارث پر جائے اور
ان کا وسیلہ پڑے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں
حضرت علامہ ابن قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،

قبيل اذ تحديتم في الامور فاستعينوا من اهل القصور
کہا گیا ہے کہ جب تم مختلف امور میں حیران ہو جاؤ تو اہل قبور سے استعانت کرو
یعنی اہل قبور کے وسیلے سے دعا کرو، اللہ تعالیٰ ارادوں پر لائے گا۔

امام علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

اعلم انه يجوز ويحسن التوسل والاستعانة والتشفيع
بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم الى وحيه سبحانه وتعالى
وجواز ذلك وحسنه من الامور المعلومة لكل ذي دين
المعروفة من فعل الانبياء والمرسلين وسائر السلف
الصالحين والعلماء والعوام من المسلمين ولهم سنة
احد ذلك من اهل الاديان ولاسبع به في من
من الازمان حتى جاء ابن تيمية فتكلم في ذلك بكلام

لہ اہل ایمان، اہل ایمان، المثل، ص ۲۴۹

لہ علی بن سلطان محمد القاری، شرح مسند امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ج ۱، ص ۱۱۵

یلبس فیہ علی الضعفاء والاعصاب۔ لہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل، استعانت اور اللہ تعالیٰ کی ہاکا
میں شفاعت کی درخواست ماننا اور مستحسن ہے۔ اس کا ہر انداز عین، ابن امور
میں سے ہے جو ہر مومن کو معلوم ہے اور انبیاء و مرسلین، سلف صالحین، علماء
اور عابدہ المسلمین کا طریقہ ہے کسی دین والے نے اس کا انکار نہیں کیا اور
نہ کسی دین ماننے میں یہ انکار نہ کیا۔ یہاں تک ابن تیمیہ آیا اور اُس نے اس
میں کلام کیا۔ شیخ ابو داؤد وقت لوگوں کے لیے تبلیس سے کام لیا۔

علامہ ابن حجر مستطانی باگادور رات میں عرض کرتے ہیں،

يا سيدي يا رسول الله قد شرفت

قصائدی بمسند، قد رصف

مدحتك ابو عبد الله الفضل منك غذا

من الشفاعة فالعظماء اطرافا

بكم قتل رجوا العفو من نزل

من خوف جفنه العامي لقد ذرفا

تمیہ آقا اے اللہ کے رسول! آپ کی مر میں کہے ہوئے میرے قصیدے
شرافت والے ہو گئے ہیں۔

مہج میں نے آپ کی انت کہی ہے اور کل مجھے آپ سے شفاعت کی تمیہ ہے
وہاں مجھے بھی تقریر رکھی۔

”ہندہ گنہگار نے آپ کا وسیلہ پڑا ہے، اُسے امید ہے کہ لغزش معافی کی
پائیں گی“ خوف کے سبب اس کی ہلکوں سے تسویر رہے ہیں۔

لہ تقی الدین سبکی، الامام، شفا المستام، مکتبہ تہذیبیہ، ج ۱، ص ۱۶۰
مکتبہ صحتی، اسلام آباد، مجموعہ المباحث، (دار المعرفہ، بیروت)، ج ۱، ص ۱۶۱

واظہری لی الاسرار وعرفنی بنفسہ وامذنی امداداً
عظیماً اجمالاً وعزونی کیف استمددنی فی حوائجی
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ پر اسرار ظاہر فرمائے اور مجھے خزان
جیزینوں کی پہچان کرائی اور میری بہت سی اجمالی امداد فرمائی اور مجھے بتایا کہ
میں اپنی حاجتوں میں آپ سے کس طرح مدد مانگوں۔

اپنے قصیدہ الہیب النعم کی شرح میں فرماتے ہیں،
فصل اول در شرح سبب بذکر بعض حوادث زمان کہ در آن حوادث لبقات
از اسماء و بروج آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے

”جس کی فصل میں بطور شیبہ زمانے کے وہ حادثات بیان کیے جاتے ہیں،
جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح القدس استمداد ضروری ہے۔“
تفسیر الطیب انہم میں عرض کرتے ہیں،

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقَةٍ
وَيَا خَيْرَ مَنْ يَرَى حُجَّتِي لَكَ شَفِيعَةً
وَأَنْتَ مَجْمُورِي مِنْ هَمِّ مَلِكَةٍ
«اللَّهُ تَعَالَى أَيْدِيكُمْ فِي كُلِّ شَيْءٍ»
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فیوض الحویلی (محمد سعید علی حسن گرامچی) ص ۸۶	نہ شانہ ولی الشریعت و الخوئی
الطیب انعم (مطبوع جنتی، دہلی) ص ۲	لے ایضاً
" " " " " " ص ۲۲	ایضاً

توسل۔ اور اہل حدیث کے مسلم علماء

اس سے پہلے جن اکابر علماء کے ارشادات نقل کیے گئے ہیں ان کی حیثیت مرتبہ فکر کے نزدیک محترم اور مستند ہے۔ ذیل میں خصوصیت کے ساتھ چند اقتباسات ان علماء کے پیش کیے جاتے ہیں جن کی حضرات غیر متقلد ہیں کے نزدیک بڑی وقعت ہے۔

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

لا سبیل الی السعادة والفلاح الا فی الدنیا و الا فی
الآخرة الا علی ایدی الرسل (الی ان قال) ولا
ینال رضا الله البتة الا علی ایدیهم لہ
و دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح صرف رسولانِ گرامی کے ہاتھوں سے
اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان ہی کے ہاتھوں سے ہے۔

علامہ ابن تیمیہ اپنے رسالہ التوسل والوسیلہ میں لکھتے ہیں کہ صحابہ مہاجرین و انصار کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصایا صحیح اور اہل علم کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے۔ حضرت فاروق اعظم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وسیلے سے وصایا مانگی،

هذا دعاء اقرء عليه جميع الصحابة لم ينكر عليه احد

له ابن القاسم المكنى به
زاد المعاد مصطفى الباني مصر الطبعة الثانية ج ١، ص ١٥

مع شہر نہ وھومن اظھر الاجامعات الاقوال اس میت و
وہا بھشلہ معاویۃ بن ابی سفیان فی خلافتہ لہ
”یہ وہ دعا ہے جسے تمام صحابہ نے بقرار کیا اور کسی نے اس پر انکار نہیں
کیا، ملائکہ و مشاہیر ہے۔ یہ واضح ترین اجماع اقاری ہے، لہٰذا یہی دعا
حضرت امیر مملوکیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے دور خلافت میں باقاعدگی
قاسمی شکرگاہی اپنے رسالہ القدا نصیہ میں لکھتے ہیں۔

اِنَّ التَّوَسَّلَ بِہِ صَلَی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یُکُونُ فِی حَیَاتِہِ
وَبَعْدَ مَوْتِہِ وَ فِی حَقُوْقِہِ وَ مَغِیْبِہِ۔ اِنَّہٗ قَدْ ثَبِتَ التَّوَسَّلُ
بِہِ صَلَی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فِی حَیَاتِہِ وَ قَدْ ثَبِتَ التَّوَسَّلُ
بَعْدَ مَوْتِہِ بِاجْمَاعِ الصَّحَابَۃِ۔ لہ

”محضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے توسل آپ کی حیات میں بھی صحابہ
وصال کے بعد بھی آپ کی بارگاہ میں بھی ہے اور ہمارے بعد بھی حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ سے توسل ثابت ہے۔
آپ کے وصال کے بعد دوسروں سے توسل ثابت ہے۔“

نواب صدیقی حسن خاں سمرویلی عرض کرتے ہیں،

یا سَیِّدِی یا عَزِزِی وَوَسِیَّتِی یا عَظَمٰتِی فِی شِدَّةِ وَرَحْمَہِ
قَدْ جَسَتْ ہَاہُنَا ضُلُوْمًا تَضَعُہَا مَسَاوِہَا بِتَنَقُّسِ صَعْدَانِ
مَالِی وَوَرَاۃِکْ مُسْتَعَاۃِکَ یَا رَحْمَۃَ الْعَالَمِیْنَ بِکَا فِی

لہ مجموعہ الرکن، تحفۃ الاصفیٰ شرح ترمذی ج ۲، ص ۲۸۲

لے لیشہ

لے و حیدر الزمان، نواب، مشیہ، پتہ الہدی، اسلامی کتب خانہ، ساگر پور، ص ۷۰

”اے میرے آقا! اے میرے سہارے، میرے وسیلے،
سختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے۔“

”میں آپ کے دروازے پر اس حال میں حاضر ہوا ہوں کہ میں
ذلیل ہوں، گڑگڑا ہوں اور میری سانس بچھلی ہوئی ہے۔“

”آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے جس سے مدد مانگی جاوے۔“

اسے رحمتہ للعالمین امیرِ آہ و بیکار پر رحم فرمائیے۔“

نواب وحید الزمان لکھتے ہیں،

وَلِیْتَ شَعْرٰی اِذَا حَیٰزَ التَّوَسَّلَ اِلٰی اللہِ بِالْاَعْمَالِ
الصَّالِحَةِ فِتَیْقَاسَ عَلَیْہَا التَّوَسَّلَ بِالصَّالِحِیْنَ اِلَیْہَا
قَالَ الْجَزَرِی فِی الْحَصَنِ فِی آدَابِ الدَّعَاۃِ مِنْہَا اِنَّ یَتَوَسَّلُ
اِلٰی اللہِ تَعَالٰی بِاَنْبِیَاۃِہِ وَ الصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِہِ۔ لہ

”جب کتاب و سنت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش
کرنا جائز ہے، تو اس پر اولیٰ کرام کے توسل کو قیاس کیا جائے گا۔ علامہ
جزری، حصین حصین میں فرماتے ہیں دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کیا جائے۔“

توسل اور علمائے دیوبند

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اپنے تصانیف قاسمی میں
عرض کرتے ہیں،

لہ وحید الزمان، نواب، مدینہ المہدی، ص ۲۸

”آقا! آپ کے دربار کے علاوہ میرا کوئی سہارا نہیں!
آخر میں صحابہ و تابعین کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں
استعينوا لعاجز مضطر شتروا ذيلكم الى الممدد
”ما جو مضطر کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) مدد طلب کریں اور مدد کے لیے
تیار رہ جائیں۔“

توسل — اور عالم اسلام کے موجودہ علماء

فاضل علائق مولانا محمد عاشق الرحمن قادریؒ الہ آباد نے اپنی تالیف ”مہا بیٹ کا روضہ حقارت“
میں پاک و ہند اور دیگر ممالک کے علماء سے حاصل کردہ ایسے فتاویٰ جمع کر دیے ہیں جو
مستند توسل سے متعلق ہیں۔ اس کتاب کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں،

خطیب بغداد

حضرت سیدنا حضرت اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامع مسجد بغداد
کے امام اور مدرس مولانا عبدالکریم محمد توسل کے جواز ہونے پر دلائل پیش کرنے کے بعد
فرماتے ہیں،

فكيف يبقي مجال الكسار التوسل بذوات الرسل عليهم
الصلوة والسلام فالمتوسل بهم وبالأولياء الكرام و
بأعمالهم الصالحة وما هم إلا نفوس الداعين كل ذلك حق

لہ اشرف علی تھانوی،
لہ محمد عاشق الرحمن قادری، حرف حقیت، ص ۵۵-۵۴

مشروع ولا ينكره الا جاهل غبي اخف عت
طرق الرشده واجماع المسلمين وماسا المسلمون
حسنا فهو عند الله حسن لہ

”پس رسولان گرامی علیہم السلام کی ذوات مبارکہ سے توسل کے انکار کو کچھ
کیسے رہ جائے گی؟ ان سب ذلیک کرام، ان کے اعمال صالحہ اور دعا کرنے
والے کے اپنے اعمال سے توسل، سب حق اور مشروع ہے۔ اس کا انکار
وہ جاہل اور غبی ہی کیسے کیا جو ماورائت اور مسافرت کے اجماع سے برگشتہ ہو
جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔“

اس جواب پر جن علماء نے تصدیق و تحفظ فرمائے ہیں ان کے اسماء یہ ہیں
مولانا محمد نمر، خطیب جامع مسجد قادریہ، بغداد شریف
مولانا نعیمی سیاب، امام جامع مسجد قادریہ، بغداد شریف
مولانا رشید حسن، بغداد شریف

مولانا محمد شفیق عبدالقادر، امام و خطیب مقام ابو شیح، بغداد شریف
کلید الشریعہ، بغداد کے اساتذہ علامہ احمد حسن لکھنوی فرماتے ہیں،

فان الله تعالى هو الموثوق في كل شئ و بناء على
هذه العقيدة فلا مانع شرعا في التوسل بالانبياء
عليهم الصلوة والسلام مطلقا بل ان التوسل
لا يخل بالتوحيد كما لا تخل الشفاعة بالتوحيد
”ہر شے میں تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس عقیدے کی بنیاد ایمان پر علیہ السلام

لہ محمد شفیق الرحمن قادری، مجاہد کافرانہ عقائد و تفسیر، ص ۴۵-۴۳
لہ نبی

سے تو صل ہیں شرعاً بزرگوں کوئی مانع نہیں ہے، بلکہ شفاعت کی طرح تو صل بھی توحید کے منافی نہیں ہے۔“

حماؤ شام کے جلیل القدر عالم مولانا محمد علی تحریز مارتے ہیں،
 واذا كان التوبل مشروعا بالاعمال الصالحة دون
 معارض وهي مخلوقة مع كونها لا تدعى هل تلك
 الاعمال -تقبله ام لا؟ فكيف لا يجوز التوبل بالنبي
 صلى الله تعالى عليه وسلم وهو افضل مخلوق ومقبول
 لدى الله تعالى في حياته وبعد وفاته باعتبار احياء
 وتعرض عليه اعمالنا وادشما كما ورد له

”جب اعمالِ صالحہ سے توسل جائز ہے اور اس کا کوئی مخالف نہیں ہے صلاۃ اللہ
یعنی غلوں میں اور ہمیں معلوم نہیں کہ وہ اعمال مقبول ہیں یا نہیں تو خصوصاً نہجِ کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کیوں جائز ہو گا؟ جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں ہر مخلوق سے افضل ہیں، اپنی فطری حیاتیات میں بھی اور وصالی کے بعد بھی
کیونکہ آپ زندہ ہیں اور ہمارے اعمال آپ کے سامنے ہمیشہ پیش کیے جاتے
ہیں، جیسے کہ احادیث میں وارد ہے۔“

خطیب شام
تمازا، شام کے علامہ عبد العزیز طہار مدرس و خطیب
جامع سلطان فرماتے ہیں:

۱۔ محمد عاشق الرحمن قادری: حزب حقانیت ص ۱۸

”مُحَمَّدٌ عَلَى عَهْدِهِ“، قَالَ سُبْحَانَكَ فِي حَقِّ مَوْلَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا (الانبیاء) اِثْنَا يَكُونُ خَاتَمُ
الرَّسْلِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَجِيهًا عِنْدَ اللَّهِ مُشْعَانُهُ ؟ لَمْ
”جب شفاعت بزرگ نہیں ہے تو وسیلہ بھی شرک نہیں ہے، کیونکہ ان نزول
کا ایک ہی مطلب ہے، وسیلہ کا مطلب اس کے علاوہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
ایک مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو ہر اس مان کرنا بکر کرنے کے لیے اس مقام
کی بدلت جس حد سے پرچا رہتا ہے فضل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء میں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے: وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا
کیا انبیاد و صل کے خاتم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغز نہیں ہوں گئے؟

عماد الشام كرمي طامساً لحي الشيطان . خطيب ما بين مدني كحسبنا
 وقد اجتمعت الامة على جواز التوسل اذا صحت التقدمة
 واجماع الامة حجة شرعية كما قال عليه السلام
 لا تجتمع امة على ضلالة اماما يذيعه بعض الفلاح .
 من الوهامية بان حكم التوسل انه شريك في ادليل
 عليه شرعاً ولا عقلاً

توس کے بھائی کو سپر انٹ کا اجماع ہے، ہر شے ایک حقیقی صحیح کو اپنا بنائے۔
 اہل جنت شمع ہے، یہ کہ کبھی اگر کوئی اہل انوار علیہ وسلم نے فرمایا، یا میری
 اہمیت مگر میری مشفق نہ ہوگی، لبس غالی دہائی ہو جو میری کرتے ہیں کہ تو سب
 ہے، تو اس پر شمع یا علی کوئی نہیں ہے۔

صدر مجلس اتحاد مبلغین انڈونیشیا

ندوة العلماء لکھنؤ

الحمد ماشق الرحمن قادری ۱ حرف حقانیت ص ۷۷

۱۔ محمد عاشق الرحمن قادری ، حرف حقانیت ، ص ۱۵
۲۔ ایضاً ، " " ، ص ۱۷

ان الاعتقاد بالتوصل بالانبياء ليس شركا
فالمتوصل ليس بمشرك فخرجوا الله تعالى ان يتقبل
اعماله الصالحة من الصلوة والحج وغيرهما
"انبياء سے توکل کا عقیدہ رکھنا شرک نہیں ہے، لہذا کوئی پکڑنے والا
مشرک نہیں ہے۔ ہمیں اتنی بات کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال صالحہ نماز، حج
وغیرہ کو قبول فرمائے گا۔"

دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے شیخ نظام الدین نے متعدد احادیث نقل
کرنے کے بعد لکھا،
"ان عبارتوں سے معلوم ہوا اور واضح ہوا کہ یہ لوگ نہ تو مشرک ہیں اور نہ یہ
فعل شرک ہے۔ ان کے رونے، نماز، حج، زکوٰۃ سب مثل دیگر مسلمانوں
کے جائز و صحیح ہیں۔" لے

شیخ عبدالعزیز بن باز

سعودی عرب کے ادارہ بحوث اسلام و افتاء کے رئیس شیخ عبدالعزیز بن باز نے
نا باز نے مولانا محمد عاشق الرحمن قادری الزابادی کے استفادہ کے جواب میں ۱۰ ذی الحجہ
۱۴۰۰ھ کو خط سے لکھا ہوا ایک جواب بھیج دیا جس میں اولیاء کرام سے توکل کی بات نہیں
بیان کی گئی، خلاصہ درج ذیل ہے،

لے محمد عاشق الرحمن قادری، حرف حقانیت، ص ۱۶۱
لے ایضاً، " " " " ۱۶۷

دارالافتاء سے درخواست کی جائے کہ میرے لیے رزق کی وسعت عرض
کے شفا کیا دعا دیتے تو یقین کی دعا فرمائیں، یہ جائز ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و اتباع
اور محبت اولیاء کا وسیلہ نہیں کیا جائے، یہ بھی جائز ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ سے انبیاء و اولیاء کے ماہ و منزلت کے وسیلے سے عا کرے
یہ ناجائز ہے۔

(۴) بندہ اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہوئے نبی یا ولی کی قسم
دے یا یحییٰ بیہ یا یحییٰ اولیاء کہے تو یہ ناجائز ہے۔

الثالث، ان یستأل الله بجملة انبيائه او اولی من
اولیائہ..... فخذ الايجوز۔

الرابع، ان یستأل العبد ویدرجا جتہ مقسما بولہ
او نبیہ او یحق نبیہ او اولیائہ..... فخذ الايجوز۔

اس فتویٰ پر نائب الریس عبدالرزاق عیسیٰ اور ارکان مجلہ عبدالمنیع اور عبداللہ
بن عدوان کے دستخط ہیں۔

گزشتہ صفحات میں تسری اور جو تجنی قسم کا حکم صحابہ کرام اور علماء اسلام کے حوالے
سے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس جگہ صرف اس قدر کہنا ہے کہ نجدی علماء اور نڈۃ العلماء کے
اراکین نے اپنے تمام تر تشدد کے باوجود ان قسموں کو صرف ناجائز کہا ہے، مشرک قطعاً
نہیں کہا۔

تذنی لاکھ یہ بھاری ہے گواہی تیری
مسند توکل پر مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری مدظلہ کا ایک مبسوط اور اصل
عربی فتویٰ بھی حرف حقانیت میں شامل ہے جس میں مسند مستند ماہر کے حوالہ جات

لے محمد عاشق الرحمن قادری، حرف حقانیت، ص ۱۶۱-۱۶۷

درج ہیں۔ یہ فتویٰ مکتبہ قادریہ لاہور کی طرف سے اردو ترجمہ کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔
مکتبہ ایشیائی، اسٹانہول ترکیا کی طرف سے التوسل کے نام سے عربی میں چھپ چکا ہے

السید یوسف السید ہاشم الرفاعی کویت

حضرت شیخ سید احمد رفاعی کبیر قدس سرہ کی اولاد امجاد سے کویت کے معروف
عظیم المرتبت سکالر سید یوسف ہاشم رفاعی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں،

والحاصل ان مذهب اہل السنة والجماعة صحة
التوسل وجوازہ بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی
حیاته وبعد وفاته وكذا بغیرہ من الانبیاء
والمرسلین والاولیاء والصالحین كما دلت
الاحادیث السابقة..... واما الذین یفترقون
بین الاحیاء والاموات حیث جوزوا بعض التوسلات
بالاحیاء لالاموات، فهم الفریقون من الزلل
لانهم اغتبروا ان الاحیاء لهم التأثير دون
الاموات، مع انه لا تاثیر ایجاد یا لغیر اللہ سبحانہ
وتعالیٰ علی الالطاف وأما الافادة فیض البرکات
والاستفادة من ارحمهم استفادة اعتیادیة،
وتوجه ارحمهم الی اللہ سبحانہ وتعالیٰ طالمبین
فیض الرحمة علی ذلک المتوسل، فهو شیء حائز و
واقع وغال عن کل خلل بدون الفرق بین الاحیاء والاموات

لہ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی، الرد المکرم النسخہ کویت ۱۹۸۵ء ص ۶-۸۶

”حاصل یہ کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی حیات ظاہرہ میں اور وصال کے بعد اسی طرح باقی انبیاء و
مرسلین اور اولیاء و صالحین سے توسل صحیح اور جائز ہے جیسے کہ گذشتہ احادیث
سے ثابت ہوا جو لوگ زندوں اور مردوں میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
زندوں سے توسل کی بعض قسمیں جائز ہیں اور جو وصال فرما چکے ہیں، ان سے باز
نہیں، وہ لغووش کے قریب ہیں، کیونکہ وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ زندہ تاثیر رکھتے ہیں
موت نہیں کر سکتے، حالانکہ ایجادی تاثیر اللہ تعالیٰ کے سوا مطلقاً کوئی بھی نہیں
کر سکتا۔ رفا فائدہ دینا اور برکتیں عطا فرمانا اور ان کی روحوں سے عادی استفادہ
اور ان کی روحوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس توسل کے لیے فیض رحمت
کا طلب کرنا تو یہ جائز اور واقع ہے اور برخل سے خالی ہے، زندوں اور
وصال یافتہ حضرات میں فرق نہیں ہے۔“

حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے قیامت کے دن توسل!

امام علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

الحالة الشائنة بعد موته صلى الله تعالى عليه وسلم
في عرصات القيامة بالشفاعة عنه صلى الله تعالى عليه
وسلم وذاك مما قام عليه الاجماع وتواترت
الاجابار به۔ لہ

لہ تقی الدین سبکی، امام، شفا السقام ص ۱۷۳

دوسری حالت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد
قیامت کے میدان میں کپ کی شفاعت طلب کی جائے گی۔ اس پر اجماع
ہو چکا ہے اور احادیث حدیث تو اکثر کچھ بھی ہیں۔

ارباب ولایت سے توسل

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے ملاحظہ میں
طریقہ شطاریہ صرف شرح مخبر خوارزمی کے ذریعے سے رائج ہے، ورنہ ان سے پہلے یہ
طریقہ زیادہ شہرت نہیں رکھتا تھا؛

و بالجملة این فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی پوشید و ایشان بعمل آید
دو جہاں غمست بہت ایازت دادند۔ لے
مختصر یہ کہ اس فقیر نے یہ خرقہ شیخ ابوطاہر کردی سے پہنا اور انہوں نے
جواہر غمست کے اعمال کی اجازت دی۔

اس کے بعد دوسری بیان کیں جو شیخ ابوطاہر سے شیخ مخبر خوارزمی کو لیا دی
تکسیر پہنچی ہیں، بعد ازاں فرماتے ہیں،

لی فقیر در سفر حج چلے ہلا ہور رسید و دست مولیٰ شیخ محمد سعید لاہوری
یافت ایشان ایازت دوائے سیفی و ایازت بل ایازت جمیع اعمال
جواہر غمست و سند خود بیان کردند و ایشان دیں زمانے کے اذعیان مشائخ
طریقہ آسنیہ و شطاریہ بودند۔ لے

لے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، انتہاء رکب غامضہ شرح فیصل آباد ۸-۱۵۷
لے الیفٹ " " " " " " ۸-۱۵۷

”یہ فقیر سفر حج میں جب لاہور پہنچا اور شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی
کی تو انہوں نے مجھے دعا کے سیفی کی اجازت دی۔ بلکہ جواہر غمست کے تمام
اعمال کی اجازت دی اور اپنی سندیان کی، وہ اس زمانہ میں طریقہ آسنیہ اور
شطاریہ کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔“

اسی جواہر غمست میں یہ عمل بھی ہے؛

فتویٰ ابواب اقبال کے واسطے ہر روز پانسو بار پڑھے؛

ناد علیا مظہر العجاائب تجدد اعون الای
فی الثواب کل ہم وغم سینجلی بدنتو تک یا محمد
و ولایتک یا علی یا علی یا علی۔ لے

یہ رو کیا ہے؛ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے استعانت اور توسل سے اس میں اگر شرک کی کوئی بات ہوتی تو حضرت شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی جواہر غمست کے اعمال کی اجازت لینے؟ حضرت شاہ صاحب اور
ان کے مشائخ اس شرک کو برداشت کرتے؟ برگزینیں؛

شیخ الاسلام شباب الدین دہلی کا عقیدہ ملاحظہ ہو؛

مسئل شیخ الاسلام الرملى عما یقع من العامة
عند الشدا ئد یا شیخ فلان و نحو ذلک فعل المشائخ
اغاثة بعد مو قہم فاجاب بان الاستغاثة بالاولیاء
والانبیاء والصالحین والعلماء جائزۃ فان لعلم اغاثۃ
بعد مو قہم کما یقہم فان عجزات الانبیاء کمر لمتہ للاولیاء

لے شاہ مخبر خوارزمی، جواہر غمست (دارالاشاعت، کراچی) ص ۵۲
لے شیخ حسن العدوی المحمداوی، مشارق الانوار (المطبعة الشریفہ مصر) ص ۵۹

”شیخ الاسلام رمل سے پوچھا گیا کہ عوام الناس جو مسیحیوں کے وقت یا شیخ فلاں وغیرہ کہتے ہیں کیا شیخ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اولیاء، انبیاء، صالحین اور علماء سے استغاثہ کیا جائے کہ وہ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں جیسے اپنی حیات میں امداد فرماتے تھے اس لیے کہ انبیاء کے مجرے اولیاء کی کرامتیں ہیں۔“

علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں،

فان قال القائل، هذه الصفات مختصة بالسولي
سبحانه وتعالى فالجواب ان كل من انتقل الى الآخرة
من المؤمنين، فهم يعلمون احوال الاحياء غالباً
وقد وقع ذلك في الكثرة بحيث المنة من حكايات
وقعت منهم ويحتمل ان يكون عليهم بذالك حين
عرض اعمال الاحياء عليهم ويحتمل غير ذلك
وهذا اشياء مغيبة عنا.

وقد اخبر الصادق عليه الصلوة والسلام بعرض
للاعمال عليهم فلا بد من وقوع ذلك والكييفية
فيه غير معلومة، والله اعلم بها، وكفى في هذا
بياناً قوله عليه الصلوة والسلام المؤمن ينظر
بنور الله، ونور الله لا يحجب شيئاً، هذا في
حق الاحياء من المؤمنين، فكيف من كان منهم
في الدار الآخرة۔ لہ

لہ ابن الحاج، امام، الدرر، ج ۱، ص ۲۵۳

”اگر کوئی شخص کہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، تو اس کا
جواب یہ ہے کہ وہ تمام مؤمنین جو آخرت کی طرف انتقال کر چکے ہیں، اکثر و بیشتر
زندوں کے احوال جانتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے واقعات انتہائی کثرت کو
پہنچے ہوئے ہیں۔ ایک احتمال یہ ہے کہ انہیں اس وقت علم موجب زندگیوں
کے اعمال ان پر پیش کیے جائیں۔ اس کے علاوہ بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے
اور یہ چیزیں ہم سے مخفی ہیں۔“

نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اموات بڑے اعمال پیش
کیے جاتے ہیں، لہذا اس کا وقوع ضروری ہے، البتہ کیفیت معلوم نہیں ہے،
اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس حقیقت کے بیان کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ فرمان کافی ہے کہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نور کو
کوئی چیز نہیں روک سکتی، یہ زندہ مومنوں کے حق میں ہے۔ ان مومنوں کا کب
عالم ہوگا جو دار آخرت میں ہیں؟

حضرت علامہ نے واضح طور پر بتا دیا کہ اس عقیدے میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں۔
نیز جب زندہ مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے تو جو حضرات اگلے جہان میں جا چکے ہیں،
ان کی قوت ادراک تو اور بھی بڑھ جائے گی۔

حضرت علامہ شیخ حسن العدوی الحزادی فرماتے ہیں،

وما يقع من بعض العوام من قولهم يا سيدي فلان
مثلاً ان قضيت لي كذا او شفيت لي مريض فلك علي
كذا اخبر من الجهل بالنسبة بكييفية الطلب ولكن
لا يعد كلفاً لانهم لا يقصدون بذلك الايجاد من
الولي وانما يعلمونه في نياتهم وسيلة الى مولا هم

حيث كان المتوسِّل به في اعتقادهم من اهل القرب والمحبة للخالق الاترقي انهم يكدون في اثناء كلامهم يا صاحب النفس الطاهر عند ربك المطلب لي من مولاك يفعل بي كذا فان ذاك دليل منهم على انفراد الله بالفعل وانه لا شئشي للولي الا مجود التسبب وانه لا يؤد المتوسِّل به لان القريب المحبوب لا يرد -

فهم من باب قوله صلى الله تعالى عليه وسلم رُبِّ اشعث اغبر ذي طمرين لو اقسام على الله لا بتره و قد ذكر بعض العارفين ان الولي بعد موته اشد حُرَامَةً منه في حال حياته لا قطعاً تعلقاً بالمخالفات وتجرد روحه للخالق فيكمه الله بقضاء حاجته المتوسِّلين به له

"يہ بزرگوار کہتے ہیں یا سیدی فلاں مثلاً اگر آپ میری یہ مراد پوری کر دیں یا میرے مرید کو شفا دیں تو آپ کے لیے میرے ذمے اتنی چیز ہے تو یہ مانگنے کے طریقے سے ہجرت ہے رکنا یہ چاہئے کہ یا اللہ فلاں بزرگ کے طفیل میری حاجت پوری فرما لیکن اسے کفر قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ ان لوگوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ولی میرے مقصد کو پیداکرے گا، ان کی حقیقت تو یہ ہوتی ہے کہ اس ولی کو بارگاہ الہی میں وسیلہ بنائیں، کیونکہ جس کا وسیلہ پیش کیا جا رہا ہے وہ ان کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کا مقرب اور محبوب ہے

لے اشعش من العدوی المزدادی مشارق الانوار ص ۵۸

کی تو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنی گفتگو میں بار بار اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اسے بارگاہ مذاہب کی توفیق نفس والے اپنے رب سے درخواست کریں کہ یہ اے مقصد پورا فرما دے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہے، ولی صرف سبب اور وسیلہ ہے اور اس کا وسیلہ بنانے والا مردود نہیں ہوتا کیونکہ محبوب اور مقرب کے سوال کو رد نہیں کیا جاتا۔ تو یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کے قبیلے سے ہے کہ کسی پر آگندہ بالوں والے گرد آؤ دین کا سرمایہ حیات دو چادریں ہوں ایسے ہوتے ہیں کہ اگر قسم دے کر بارگاہ الہی میں کچھ عرض کریں تو اللہ تعالیٰ اُسے پورا فرما دیتا ہے۔ بعض عارفین نے فرمایا، ولی کی زندگی کی نسبت، وصال کے بعد کرامت کا زیادہ ظہور ہوتا ہے کیونکہ اس کا تعلق جنموں سے متعلق ہو چکا ہے اور اس کی روح کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے، لہذا اللہ تعالیٰ ان کا وسیلہ پیش کرنے والوں کی حاجتیں پوری فرما دیتا ہے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت محمود غزنوی کے پاس حضرت خواجہ ابوالحسن قرطانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جیہ مبارک متحدہ سونبات کی چنگ میں ایک موقع پر بند شدہ ہوا کشتیاں کو شکست ہو جانے لگی۔ سلطان محمود غزنوی، اہل کشتی کو گھوڑے سے اتر کر ایک گوشے میں چلے گئے۔ وہ ٹہرتے ہاتھ میں لے کر سجدے میں بیٹھے گئے اور دعا مانگی،

"اللہ یا رب سے خداوندی میں فرقہ کارا میری کفار ظفر وہ کہ برہان نہایت

میں گیم ہمدونیشان و ہم

"بارا ابا! اس جتنے والے کے وسیلے سے ہمیں کافروں پر فوق عطا فرماؤ

کچھ مال نہایت ہاتھ آئے گا، درود میں میں تقسیم کروں گا۔"

لے شیخ فرید الدین عطار تذکرۃ الاولیاء قاضی سلیمان اسلمیہ ہمدونیشان و ہم ص ۵۸

ایجابک دشمن کی طرف سے شورا اٹھا اور تاریکی چھا گئی اور کافر پس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور مختلف جموں میں بٹ گئے، لشکر اسلام کو فتح حاصل ہو گئی۔ اس رات محمود غزنوی نے حضرت ابو الحسن ثقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں فرماتے ہوئے سنا، اے محمود! اگر وہ خرقہ ما بڑی پرور گاہ حق کا گرداں ساعت درخواستی جملہ کفار اسلام سوزی کر دے۔

”محمود! تم نے دربار الہی میں ہمارے جیتے کی نقد نہ کی، اگر تم چاہتے تو تمام کافروں کے لیے اسلام کی درخواست کرتے۔“

فقیر جلیل حضرت علامہ ابن عابدین شامی کا کتاب اللقطہ کے آخر میں ایک نبیہ (حاشیہ) میں فرماتے ہیں،

قرآن یاد ان الانسان اذا ضاع له شيء وامر ان يرد الله سبحانه عليه فليقف على مكان عال مستقبل القبلة ويقرأ الفاتحة ويهدى ثوابها للذي ضاع الله تعالى عليه وسلم ثم يهدى ثواب ذلك لسيدى احمد بن علوان ويقول يا سيدى احمد يا ابن علوان ان لم تدر على ضالتي والارزعتك من ديان الاولياء فان الله يرد على من قال ذلك ضالته ببركته، اجمہوری مع زیادة کذا فی حاشیہ شرح المنہج للداؤدی رحمہ اللہ ۲۰۱۲ منہ لہ ”حضرت زیاد فرماتے ہیں کہ جب کسی انسان کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے واپس فرمادے تو بلند جگہ کھڑا ہو کر سورۃ فاتحہ پڑھے

اور اس کا ثواب معذور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سیدی احمد بن علوان کی خدمت میں پیش کرے اور کہے سیدی احمد! اے ابن علوان! اگر آپ میری گم شدہ چیز واپس نہ کی، تو میں آپ کا نام دفتر اولیائے مشائخ کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے وہ چیز واپس فرمادے گا۔ یہ علامہ اجمہوری کا کلام مع اضافہ ہے جیسے کہ داؤدی نے شرح معنی میں نقل فرمایا۔“

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدی زروق رحمہ اللہ تعالیٰ عثمی بخاری کا تذکرہ بڑے شاندار انداز میں کیا ہے، فرماتے ہیں، بالجمہ مروجہ جلیل القدر است کہ مرتبہ اذوق الذکر است و اذخر محققان صوفیاست کہ بین الحقیقتہ والشفیعہ جامع بودہ اندویشا گردی ادا جہ علماء مفتخر و مباحی بودہ اندیش شہاب الدین القسطلانی و سلفہ الدین ثانی۔

اور اقصیہ المست یہ طور تصدیہ جلیانہ کہ بعض اہیات ادا نیست انا السیدی جامع لشتاتہ اذا ما سطا جود الزوايا بتکبة وان کنت فی ضیق کوب وحشتہ فنا و بیا ذوق ات بسوطة مختصر یہ کہ وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جن کا مرتبہ بیان نہیں کیا جاسکتا، وہ محققین صوفیہ کے آخری بزرگ ہیں جنہوں نے تحقیقت و شریعت کو جمع کیا۔ بڑے بڑے علماء مثلاً شہاب الدین قسطلانی اور شمس الدین ثانی نے ان کی شکر گوئی پڑھ کر کیا۔

قصیدہ غوثیہ کے طریقے پر ان کا قصیدہ ہے، جس کے چند شعر یہ ہیں،

لے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۱
بستان گلشن فارسی را در ۱۰۱۱ ہجری قمریہ لکھی گئی، ص ۳۲۲

• میں اپنے مرے کے بکھرے ہوئے حالات کو جمع کرنے والا ہوں، جب نہ ملے
کی تندی اس پر کوئی مصیبت ٹوٹا دے۔

• اگر توبہ کی تہنیت اور وحشت میں ہے، تو یا توبہ کی پکار میں فرما اے اللہ!
اگر ان اشعار کو شکار قرار دیا جائے، تو شاہ عبدالعزیزؒ اور ان کی سند سے وابستہ
لوگوں کو کیا حکم ہوگا، جو یہ اشعار دھوم دھڑلے سے نقل کر رہے ہیں۔
صاحب موزنؒ کے استاد علامہ غیر القرآنؒ ملی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

واما قولہم یا شیخ عبد القادر فہو نداء و اذا
اضیف الیہ شیئی اکرا ما للہ فہما الموجب لحرمتہ
والی ان قال: ووجہ التکفیر بانہ طلب شیئی للہ وهو
جل وعلا عنی عن کل شیئی والکل محتاج الیہ و هذا
لا یختلج فی خاطر احد فان ذکرہ تعالیٰ للتعظیم
کما فی قولہ تعالیٰ فان للہ خمسہ ومثلہ کثیر لہ
"عادتہ المسلمین کا یہ شیخ عبدالقادرؒ کہنا مناسب ہے اور جب اس کے ساتھ
شیخ الاسلام کا اضافہ کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم و رضا کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے
اس کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اس کے کفر قرار دینے کی وجہ یہ بتانی جاتی
ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر
شے سے بے نیاز ہے اور جب اس کے محتاج ہیں اور یہ مطلب کسی کے
تصور میں بھی نہیں آتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تعظیم کے لیے ہے جیسے ارشاد
ربانی ہے: فان للہ خمسہ (الآیۃ) اس کی مثالیں بہت ہیں۔

صلوۃ غوثیہ

شہباز مسکانی، محبوب الہی، حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اللہ تعالیٰ کے محبوب دلی اور سراج اولیاء ہیں، ان کے وسیلے سے دُعا مانگئے والے اللہ تعالیٰ
کی رحمتوں سے محروم نہیں رہتا۔

سیدنا غوث اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من استغاث فی کربۃ کشف عتہ ومن نادا فی
باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن قوسل فی الحی اللہ
عن وجل فی حاجۃ قضیت لہ ومن صلیٰ رکعتین یقرا
فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی
عشرۃ مرۃ ثم یصلیٰ علی رسول اللہ بعد السلام
ویسلم علیہ ویذکر فی ثم یخطو الی جہۃ العراۃ احدی
عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا
تقضی باذن اللہ۔ لہ

"جو شخص کسی تکلیف میں میرے وسیلے سے امداد کی درخواست کرے، اس
کی وہ تکلیف دور کی جائے گی اور جو کسی مصیبت میں میرا نام پکارے، وہ
مصیبت دور کر دی جائے گی اور جو کسی حاجت میں میرا وسیلہ اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں پیش کرے، اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی۔

اور جو شخص دو رکعتیں ادا کرے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ

مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے، سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجے، پھر عراق کی جانب گیارہ قدم بڑھے، میرا نام لے اور اپنی حاجت بیان کرے، اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی۔
اس کے بعد یہ شعر پڑھے،

أَيُّدِكُنِي ضِيمٍ وَأَنْتَ ذَخِيرَتِي وَأَطْلَمُ فِي الدُّنْيَا وَأَنْتَ نَصِيرَتِي
وَعَارِضِي حَامِي الْحُمَى هُوَ نَجَاتِي إِذَا ضَلُّ فِي الْبَيْدَا عَقَالٌ بَعِيرَتِي
• کیا مجھ پر ظلم کیا جائے گا جبکہ آپ میرا ذخیرہ ہیں اور کیا دنیا میں مجھ پر تکم کیا جائے گا، جبکہ آپ میرے مددگار ہیں۔

• حضور غوث پاک کے پشت پر تھامنا بہت ہی اچھا ہے۔
کی رسی گم ہو جائے تو یہ بات ملاحظہ فرمائیے کہ اسے کھینچ کر باہر سے لے آؤ۔

غور کیا جائے تو مسطورہ غوثیہ میں شریک کا کوئی پہلو نہیں نکلتا، کیونکہ اس سے پہلے گزرتا تھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ناپائیدار صحابی کو حکم فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر میرے وسیلے سے بارگاہ الہی میں دُعا مانگو۔ انہوں نے دُعا مانگی تو ان کی دنیا کی کال ہو گئی۔ حضرت عثمان بن عفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے پر ایک صاحب نے دو رشتہ میں بی بی عمل کیا، تو ان کا مقصد پورا ہو گیا، وہی طریقہ اس جگہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاجت برپا ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسطورہ غوثیہ کا طریقہ خود سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے جسے علامہ علی بن یوسف النخعي الشافعی نے سیدنا محمد بن یحییٰ النافعی الحلی

(م ۹۶۳ھ) پھر حضرت ملا علی قاری اور شیخ عقیق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے روایت کیا اب اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریک کی تعلیم دی ہے تو اس کی مرضی؛ لیکن جہاں تک روایت کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اسے جرح و ثبوت قرار دینا بھی محض سینہ زوری ہے۔

امام احمد رضا بریلوی، حضرت علامہ شافعی کے بارے میں فرماتے ہیں،
"یہ امام ابو الحسن نور الدین علی مصنف برجۃ الاسرار شریف اعظم علماء ائمہ قزاق واکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں۔ امام اجل حضرت ابوسالح نرقوس صرفے فیض حاصل کیا۔ انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابو یحییٰ النعمان عبد الرزاق نور الدین قرقہ سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضور پرنور سید السادات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔"

شیخ عقیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیلعی نے کتاب شریف میں فرماتے ہیں یہ کتاب برجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علامہ قزاق سے عالم معروف و مشہور دوران کے احوال شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطورہ امام شمس الدین ذہبی کا علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی علامت شان عالم شکار اس جناب کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المذہب میں ان کے مدائح لکھے۔ امام محدث محمد بن محمد بن جزی صنف محمد بن جزی اس جناب کے سلسلہ تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب بہ مستطاب برجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پریمی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی۔ ۱۰

علاء الدین شاکر شیری (دیوبندی) کہتے ہیں،

هكذا افعل الشطنوني ووقفه المحدثون -
نہی طرح شطنونی نے فعل کیا ہے اور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول اور محبوب بندوں کو دلیل بنانے اور ان سے استعانت کا یہ وہ
حقیقہ ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے آج تک مجروریت
اور انکار اسلام کے نزدیک مقبول اور معمول جلائیہ ہے۔ یہی حقیقہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ
کا ہے۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں دنیا سے اسلام کے علم اور سند علماء کے فضائل اور
قرآن و حدیث کے حوالے سے اپنے مستورات کو پیش کیا ہے۔

غافلین یہ تاثر دیتے ہیں کہ کشتی کرتے ہیں کہ یہ حقیقہ بریلویوں کے خصوصی عقائد میں
سے ہے اور اسی آئینہ وہ اپنے تمام فخرے جاری کر دیتے ہیں۔ اتنا پسندی اور
فرقہ دارانہ ہمت کا یہ عالم ہے کہ شدیدے شدید زبان استعمال کرنے کے باوجود ان کا
دل ٹھنڈا نہیں جلتا۔

مثلاً کہا جاتا ہے،

بریلویوں کے امتیازی عقائد وہی ہیں جو عربی کے نام پر بہت پرچوں میں مسلمانوں
بہر دوہوں اور شرکوں سے مسلمانوں کی طرف منتقل ہوئے ہیں۔ اکثر اسلام اور
طبعت حنیفیہ کے مجددین نے ان عقائد کے خلاف جہاد کیا، ان میں سے کچھ
دور باہلیت میں موجود تھے، ان کے خلاف قرآن اور احادیث قرآن نے
جہاد کیا۔

وہ عقائد کیا تھے؟ غیر اللہ سے استعانت وغیرہ (مضامین)

اب آپ ہی انصاف کریں کہ سلف صالحین کا تسلسل حق پر ہے یا یہ مخصوص فرقہ؟

۱۔ انور شاہ کشمیری، فیض الہادی (مطبوعہ مجازی، تھانہ)، ص ۱۵، ص ۶۸
۲۔ احسان الہی عبید، البریلویہ، ص ۵۵

رسالہ

انوار الانتباه

فی حلالہ نداء یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مجدد برحق امام احمد رضا خان

رحمۃ اللہ علیہ

جمعیت اشاعت اہلسنت
کراچی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید موقیعہ مسلمان ہو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جاننا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکلمہ یا اذکار کرتا اور الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ یا اَسْتَغْفِرُكَ الشَّعَاعَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ کہا کرتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں ان کا حکم کیا ہے؟ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ تَوَحُّدًا عَالَمًا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالْعَمَلُ وَالسَّلَامُ عَلَى عَيْنِي الْمُنْطَلِقِ
وَالِمْ وَأَصْحِبِ أُولَى الصِّدْقِ وَالصِّفَا

الجواب

کلمات مذکورہ ہے شک جائز نہیں جن کے جوازیں کلام نہ کرے لکن اگر منیہ
جاہل یا صائل مشغول ہے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھیں جو شفاء السقام
ابام ہمام علیہ السلام، الحاکم ترمذی، اللؤلؤ والدریں، ابوالحسن علی سبکی و موابہب علامہ زرقانی، امام احمد
قسطانی شایع صحیح بخاری و شرح موابہب علامہ زرقانی و مطالع المسررۃ علامہ فاسی
و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری و لمعات و ایشۃ العلماء شرح مشکوٰۃ جہنم القلوب
الی و دیار المحبوب و مدارج النبوة تصانیف مشہور عبدالحق محدث دہلوی و فضل الغرۃ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَعِيْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْلِ وَمِنْ ظُلْمَةِ الرَّبِّ وَفِي سَبِيْلِ النِّجْمَةِ يَا حَقُّدُ اِنِّيْ اَتَوَجِّعُ بِكَ اِلَى رُبِّيْ وَفِي حَاجَتِيْ هَلُمَّ لِيْ تَنْصُرْنِيْ اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ
 'اے الہی! میں تجھ سے اپنا آئینہ راز کی طرف تو تیرا کہوں پرستہ تیرے
 نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہہ رانی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ! میں
 حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توبہ کرتا ہوں کہ
 میری حاجت روا ہو، اے الہی! کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔'

۱۹۷۰	۲۴	مطعمہ الہی کی طرف بازار دہلی	تہذیب شریعت	جلد اول جیسے تہذیب
۱۹۷۱	۱۴	امید السراش العربی	ابن ماجہ شریف	محمد بن زید قرظی
۱۹۷۲	۱۴	دار الفکر بیروت	مسندک	امام حکم
۱۹۷۳	۲۴		محمد بن یزید	ابو محمد بن یزید

الہدایہ کی مجلس میں ہے۔

إِنْ رَجَعْنَا كَانَ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ عَمَّا بَيْنَ عَمَّانَ رَجَعِي إِلَهُ تَعَالَى
عَمَّ فِي حَاجَتِكَ وَكَانَ عَمَّانَ لَا يَلْتَوِيكَ إِلَهُ وَلَا يَنْظُرُ فِي
حَاجَتِكَ فَلَقِيَ عَمَّانَ بَيْنَ حَنِيفٍ رَجَعِي إِلَهُ تَعَالَى عَنْ فَكُلٍ
ذَلِكَ إِلَهُ فَقَالَ لَمْ عَمَّانَ بَيْنَ حَنِيفٍ رَجَعِي إِلَهُ تَعَالَى عَنْ
إِسْتِ الْوَيْضَاءِ فَتَوَعَّدَتْهُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّ فِيهِ رُكْعَتَيْنِ
ثُمَّ قَامَ لِلْمَسْرُوقِ اسْتَلَاكَ وَأَخْبَرَهُ إِلَيْكَ بِسَيِّئَاتِي الرَّجْعِ
بِمُحَمَّدٍ إِيَّائِي أَنْتَ بِلَيْكِ إِلَهُ رَجَعِي فَيَقْضِي حَاجَتِي وَتَذَكَّرُ
حَاجَتِكَ وَرَجَعِي إِلَهُ سَقَى أَرْكَامَهُ مَعْلَقَ.

فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ كَالَّذِي تَرَى بَابَ عَمَّانَ رَجَعِي
إِلَهُ تَعَالَى عَنْ فَكُلٍ الْجَوَابَ حَتَّى اسْتَدْرَجَ فَاذْخَلَ عَلَى
عَمَّانَ بَيْنَ عَمَّانَ رَجَعِي إِلَهُ تَعَالَى عَنْ فَكُلٍ جَلَسَ مَعَهُ عَلَى
الْقَنْفَرَةِ وَقَالَ حَاجَتِكَ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ فَقَضَاهَا ثُمَّ قَالَ
مَا ذَكَرْتَ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ وَقَالَ مَا كَانَ
لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأْتَيْتَنِي إِنْ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عَمَّانَ فَلَقِيَ
عَمَّانَ بَيْنَ حَنِيفٍ رَجَعِي إِلَهُ تَعَالَى عَنْ فَكُلٍ فَقَالَ لَمْ عَمَّانَ بَيْنَ
خَيْرٍ مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِكَ وَلَا يَلْتَوِيكَ إِلَهُ حَتَّى كَلَّمَتْ فِي
فَقَالَ عَمَّانَ بَيْنَ حَنِيفٍ رَجَعِي إِلَهُ تَعَالَى عَنْ فَكُلٍ مَا كَلَّمَتْ
وَلَكِنْ تَبَدَّلَتْ رَسُولَ إِلَهُ تَعَالَى عَلَيَّ إِلَهُ تَعَالَى عَلَيَّ وَسَلَّمُ وَأَنَّهُ
مَجْلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَهَلَبَ بِصَوْتِهِ فَقَالَ لَمْ عَمَّانَ بَيْنَ حَنِيفٍ
تَعَالَى عَلَيَّ وَسَلَّمُ رَجَعِي إِلَهُ تَعَالَى عَنْ فَكُلٍ فَصَلَّ فِيهِ رُكْعَتَيْنِ

أَمْرٌ بِهِذِهِ الدَّعَوَاتِ فَقَالَ عَمَّانَ بَيْنَ حَنِيفٍ رَجَعِي إِلَهُ تَعَالَى
عَنْ فَكُلٍ مَا تَقْرَأُ وَكَأَلَيْتَنِي الْحَدِيثَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ
الرَّجُلُ كَانَتْ لَمْ عَمَّانَ بَيْنَ حَنِيفٍ رَجَعِي إِلَهُ تَعَالَى

یعنی ایک حاجت مندرجی حاجت کے لئے امیر المؤمنین عمار بن غنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے، امیر المؤمنین ناس کی طرف التفات
کرتے ناس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عمار بن حنیف رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا وضو کر کے سجدہ
میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ، الہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور
تیری طرف اپنے ہی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ
کرتا ہوں، یا رسول اللہ! میں وضو کے توکل سے اپنے رب کی طرف
مستوجہ ہوا، یا کر میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت ذکر کر پھر
شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تجھ سے ساتھ چلوں۔

حاجت مندرجے (کہ وہ بھی مصافی یا لا اقل کبار تابعین سے
تھے، پوچھ کیا، پھرستان خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ
پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا، امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ سند
پر بٹھا لیا، مطلب پوچھا عرض کیا، فورا روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے
دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا جو حاجت
تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آ کر۔

یہ صاحب وہاں سے نکل کر عمار بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ

لے جاو کر اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ امیر المؤمنین بی بی عاتقہ پر
نظر اور میری طرف توجہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری
سنگوش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم!
میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ
میں نے تیرے عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، حضور کی خدمت میں
میں ایک نابینا ملازم ہوا اور نابینائی کی شکایت کی، حضور نے پوچھی اس سے
ارشاد فرمایا کہ دیکھو کہ دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم
اٹھنے بھی نہ پاتے تھے، باقی ہی کر لے جو کہ وہ ہمارے پاس لایا گیا
کبھی اندھا نہ تھا۔

المعلم طبرانی پر امام ہندی فرماتے ہیں والحدیث صحیح، امام بخاری
کتاب الادب الفرد میں اور امام ابن ابی شیبہ ابن کثیر اور اس کے کرتب ہیں۔
ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سند حسنہ و حسنہ فیہما
لہ اذکر احب الناس الیک قصاصہ بلمحسدہ فانتفی بہ
یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا، کبھی
کہا انہیں یا دیکھو جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت نے
بوازی فرمایا یا محمد! توڑ پاؤں کھل گیا۔

امام نووی شایع صحیح مسلم رواۃ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاذکار میں اس کا سن حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس

لے محمد بن اسماعیل بخاری: کتاب الادب الفرد مطبوعہ مکتبہ ۲۵۰

عہ و اخطار الہامی مکتبہ حدیث رحیل ابن عمر قتال برجل مکر الخلیفہ الیہ قتال یا بعدا ۷۷

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی نادی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
فرمایا تو اس شخص کو یاد کرو تمہیں سب زیادہ محبوب ہے تو اس نے یا محمد! کہا اچھا ہو گیا
اور یہ امر ان دو صحابہوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل مدینہ میں قدیم سے اس
یا محمد! کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب نقاشی صمدی نسیم الرماض شرح شفاء بالام قاضی عیاض میں
فرماتے ہیں :-

هَذَا امْتِنَانٌ هَدَاهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ

حضرت ہلال بن احمر نے مکتبی سے قسط عام الزادہ میں کہ بعد خلافت فاروقی
شہادہ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی زہرینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں، کوئی
بکری دج کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انہوں نے اصرار کیا، آخر دج کی
کھاں کیجی تو زہری سرخ ہڈی ملی، یہ دیکھ کر ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی یا محمد! پھر
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی کہ
فی التخیلی تے

امام مجتہد فقیر اہل عبدالرحمن مکتبی کوئی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور ائمہ تہج تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں، مکتبہ
ثربی رکھے جس میں کھاتہ محمد یا مسعود! اور ظاہر ہے کہ اَللّٰهُمَّ اَعِزُّ اَلِیْسَانِ

لہ امام نووی: کتاب الاذکار مطبوعہ دار الشافعیہ، مکتبہ ۱۳۵

لہ شہاب الدین نقاشی، نسیم الرماض دار الفکر بیروت ۳۶ ص ۳۵۵

لہ ابن اثیر: مکتبہ کاف دار الفکر بیروت ۲۴ ص ۵۵۶

عہ و زہر، یا محمد! کتا اہل مدینہ کا مکتبہ نقاشی ۷۷ مکتبہ دار الفکر بیروت سے یکے۔

ہمیں ان میں انکار کرنا تھا مگر ان سے ہمیں انہیں امام بننے کی نسبت فرماتے ہیں
 رَأَيْتُ وَعَلَى رَأْسِهِ قَلْبُوهٗ اَطْلُوْا مِنْ دَاخِلِ مَكْتُوْبٍ
 فِيْهَا مُحَمَّدٌ يَّا مُنْتَصُوْهُ ذَكَرْتُ فِيْ هٰذَا يَوْمِ الْفَتْوٰى نَبِيَّ وَعَبِيَّ عَلٰٓ
 اَمْرٍ شَرَعَ الْاِسْلَامُ شَاطِئُ الْمَنَاصِرِ كَقَاوِمٍ مِّنْ جِبْرِ

سَمِعْتُ عَمَّادِيْعَمَ مِنَ الْعَمَّادِيْنَ قَوْلَ يَوْمَ عِنْدَ الشَّهَادَةِ
 يَاسَيِّغُ فُلَانِي وَهَكَوْا لَكَ مِنَ الْاِسْتِغَاثَةِ بِالْاَسْتِغَاثَةِ وَالْمُتَوَكِّلِيْنَ
 وَالصَّالِحِيْنَ وَهَلْ لِلْمُتَوَكِّلِيْنَ اَعَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ فَهَلْ لَكُمْ اَعَاثَةٌ
 يَسَاقُطُ عَنْ الْاِسْتِغَاثَةِ بِالْاَسْتِغَاثَةِ وَالْمُتَوَكِّلِيْنَ وَالْمُتَوَكِّلِيْنَ
 وَالْمُتَوَكِّلِيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ حَاشَا لَكُمْ وَالْمُتَوَكِّلِيْنَ وَالْمُتَوَكِّلِيْنَ
 وَالصَّالِحِيْنَ اَعَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ

یعنی ان سے استفادہ ہوا کہ امام لوگ جو حقیر کے وقت انبیاء و مرسلین
 اولیاء و صاحبین سے فریاد کرتے اور یا رسول اللہ یا علی یا شیخ عبدالقادر جیلانی
 اور ان کے مثل کلمات کہتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں اور اولیاء بعد انتقال
 کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و
 مرسلین و اولیاء و طاہران سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد
 فرماتے ہیں

عَمَّادِيْعَمَ مِنَ الْمَنَاصِرِ كَقَاوِمٍ مِّنْ جِبْرِ
 قَوْلُهُمْ يَاسَيِّغُ عَمَّادِيْعَمَ الْقَاوِمِ يَدَاوِمُ الْفَتْوٰى

ملہ ابوالمظاہر بن احمد: میزان الاعتدال دارالعرفۃ مطبوعہ بیروت ۲۶ ص ۵۷۳

حصہ دوم: میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سر پر بادشاہی کرتے تھے جس میں ان کا نام "مظاہر" تھا
 حصہ تیس: میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سر پر بادشاہی کرتے تھے جس میں ان کا نام "مظاہر" تھا

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

"لوگوں کا انکار یا شیخ عبدالقادر یا ایک دوسرے، پھر اس کی
 صورت کا سبب کیا ہے؟"

شہیدی جمال بن عبداللہ بن عمر بن ابی فہرہ نے فرماتے ہیں:-
 سَمِعْتُ عَمَّادِيْعَمَ يَقُوْلُ فِيْ مَآلِ الشَّهَادَةِ يَاسَيِّغُ
 يَاسَيِّغُ اَوْ يَاسَيِّغُ عَمَّادِيْعَمَ الْقَاوِمِ مَثَلًا لِّهٖ هُوَ حَاشَا لَكُمْ
 اَمْ لَا، اَجَبْتُ فَقَالَ اِسْتِغَاثَةُ بِالْاَسْتِغَاثَةِ وَبِذَا اَوْ هُمُ
 النَّفْسُ يَحْسَبُوْنَ مَقْصُوْدَهُمْ وَشَيْءٌ مِّنْ مَّوَدِّعٍ لَا يُمْكِنُ
 مَقْصُوْدُ اَوْ مَعَايِدُ وَقَدْ حَمَّ سَبْكُ الْاَوَّلِيَّاتِ الْاَكْبَامِ

یعنی مجھے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو صحبت کے وقت
 میں کہتا تھا یا رسول اللہ یا علی یا شیخ عبدالقادر مثلاً، آیا یہ شرعاً جائز
 ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں، اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں
 پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا
 انکار نہ کرے مگر مہربان صاحب عناد اور بے شک وہ اولیاء کرام
 کی برکت سے محروم ہے

الہم ابن جوزی نے کتاب میزان المکاتبات میں بین اولیاء عظام کا عظیم الشان
 واقعہ پسند سلسلہ روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانی دلاورستانی شہر تھے کہ ہیشتر باوجود
 میں چھا کرتے:-

قَالَ السُّوْدِيُّ فَقَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ اِنِّيْ اَجْعَلُ فِتْنَةً

ملہ ابوالمظاہر بن احمد: میزان الاعتدال دارالعرفۃ مطبوعہ بیروت ۲۶ ص ۵۷۳

الْمَلِكِ وَادِّعُ مَحَبَّتَنَا وَتَذَكُّوْنَ فِي النَّصْرَةِ قَالُوا وَ قَاتِلُوا يَوْمَ حُدَّادٍ -

یعنی "ایک بار نصرا کے روز ہمیں قہر کر کے لے گئے، بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی نیکیاں تمہیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ، انہوں نے نہ مانا اور غار کی یا بھجھاڑ۔"

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کر کر دو صابروں کو اُس میں ڈال دیا تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب بیلو کر بچا لیا، وہ دونوں چھو بیٹے کے بعد معاکھا عورت ملائکہ کے بیواری میں اُن کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شاوی میں شریک ہوئے کو بھیجا ہے، انہوں نے حال پوچھا، فرمایا:

مَا كَانَتْ إِلَّا الْفُطُورَةُ الَّتِي رَأَيْتَ حَتَّى خَرَجْنَا فِي الْفَيْدَةِ وَهِيَ -

"بس دی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا، اس کے بعد ہم جنت اعلیٰ میں تھے۔"

آپ فرماتے ہیں :-

كَانُوا مَشْهُودِينَ بِذَلِكَ مَعْرُوفِينَ بِالنِّقَامِ فِي النَّارِ الْأَدَلِ
"یہ حضرات نازک سلف شیلم میں مشہور تھے اور اُن کا یہ واقعہ معروف"

پھر فرمایا شعراء نے ان کی تعزیت میں تھیدے کئے ازاں بعد یہ بیت ہے :-

سَمِعُوا الصَّادِقِينَ يُعْزِّلُونَ وَهَذَا
عَجَاةٌ فِي الْعَيْوَةِ وَفِي اللَّحْمَانِ

قرب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچا ایمان والوں کو اُن کے سچ کی برکت

سے حیات و موت میں نجات بخشنے لگا۔

یہ واقعہ عیسائیس روح پرور ہے، میں بنیال غول اسے منکر کر گیا، تمام کمال امام علی بن ابی طالب کی شرح الصدور میں ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَعْمَلْ يَوْمَئِذٍ بِمَا لَمْ يَصُدَّ اس قدر ہے کہ مصیبت میں یا رسول اللہ! کتنا اگر شریک ہے تو شریک کی مغفرت و شہادت کیسی اور جنت الفردوس میں جگہ پائی، کیا مٹنے اور ان کی شادی میں فرتوں کو بھیجا کیجئے معقول؟ اور ان ائمہ زین نے یہ روایت کی کہ جو مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کتب سے کر رکھی اور وہ مردان خدا خود بھی سلعہ حجاج میں تھے کہ واقعہ شہر کوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کہ کسا دکنہ فی الذی کا بَیْزَ فَعَبَا اور کوس ایک فخر ہے یعنی دارالاسلام کی سولہ شہرہ پلان شہر نے آباد کیا کسا دکنہ ایسا امام اللہ تعالیٰ فی تَابِ سِخِ الْمَلَكَةِ

ہاؤن شہید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تقاریر میں شہدائے کرام کیابی تختے لاق تبع تابعین سے تھے وَاللَّهُ الْعَاقِبُ -

حق پرور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں :-

مَنْ اسْتَعَاثَ فِي ذِكْرِ كَلِمَةٍ كَسَفَتْ عَنْهُ وَمَنْ كَادَى بِاسْمِي

فِي شَيْءٍ فَوَجَّحْتُ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِي إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي

حَاجَةٍ فَحَبِيتَ لَهُ وَمَنْ صَلَّى لِمَتَيْنِ يَفْرُقُ فِي كُلِّ مَلَكَةٍ بَعْدَ

الْعَاقِبَةِ مِائَةَ الْاَلْفِ لَمْ يَحْدِ عَشْرَةَ مَرَّةٍ شَرَّ مَعِي عَلَى

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَسْكُرُ

عَلَيْهِ يَكُونُ مِمَّنْ يَنْفُذُ إِلَى حَيْثُ الْوَدَّ أَنْ يَحْدِ عَشْرَةَ خَطْوَةٍ يَبْدُو

اکابر علیہ السلام و اولیائے علیہ السلام نے علی بن ابی طالبؑ کو جس نے ان کے جبریل علیہ السلام سے
 و امام عبد اللہ بن مسعودؓ فرمایا ہے، مولانا علیؑ کا نام بھی صاحب رفاقت و شریعت و حکومت و ملک
 ابراہیم علیہ السلام کی قادری و شریعت مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اپنی
 تصانیف جلیلیہ جبرائیل الاسرار و خلاصۃ الغضا و نزہۃ المحفل و تحفہ قادریہ و زبدۃ الآثار و غیرہ
 میں یہ کلمات و صحت آیات حضورؐ و نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم سے نقل و روایت فرماتے ہیں
 یہ امام ابو الحسنؑ و ابوالحسن علی تصنیف جبرائیل الاسرار شریف، اعلیٰ علم و ادب و قدرت
 و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضورؐ و نبیؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کے صفت
 و واسطے کہے ہیں، امام اجل حضرت ابوصالحؑ جو قدس سرہ سے فیض حاصل کیا مانوں
 نے اپنے والد علیہ السلام حضرت ابوبکرؓ کے تالیف عبد الرزاقؑ نور اللہ علیہ و آلہ و سلم سے انہوں نے اپنے
 والد علیہ السلام حضرت ابو بکرؓ کی تالیف عبد الرزاقؑ نور اللہ علیہ و آلہ و سلم سے اپنے
 والد علیہ السلام حضرت ابو بکرؓ کی تالیف عبد الرزاقؑ نور اللہ علیہ و آلہ و سلم سے اپنے
 والد علیہ السلام حضرت ابو بکرؓ کی تالیف عبد الرزاقؑ نور اللہ علیہ و آلہ و سلم سے اپنے

۱۰۲

امام شمس الدین نے بھی کچھ حدیث و اسما الرجال میں جن کی علامت نشان عالم شکار
اس جناب کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کے سماع
لکھے۔

امام نوٹ محمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر صلی اللہ علیہ وسلم کے
سلسلہ تلامذہ میں ہیں، انھوں نے یہ کتاب خطابِ حبیۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے
پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی ہے۔

ان سب باتوں کی تفصیل اور اس نامزد مبارک کا دلائل شرعیہ اقوال و افعال
علماء و اولیاء سے منقولہ جلیل فیض قرعۃ اللہ تعالیٰ کے رسالہ ”امداد الاولیاء فی تفسیر
الاکثر“ میں ہے۔ مکتبہ اہل بیت علیہم السلام، قم۔

اعظم عارف و بانہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب
لواقح الانوار فی طبقات الاختیار میں فرماتے ہیں :-

”میں نے محمد بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید ہذا کو میں نے شہرت لئے جاتے تھے، ان کے جانور کا باؤل پہلا، باؤار بچارا یا سیتہ بچی یاغری، اور ابن عمار کے دو کو بکر سلطان حمیق قید کے لئے جاتے تھے، ان کے شیر کا نادر کرنا تھا، لہذا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا

یہ شیخ مکہ میں ذیل ہی کتابیں جاسیدی محمدی تحفہ کاغذی
 لکھنے سے پہلے سرواڑے محمدی محمدی تحفہ کاغذی کرد، ان کا کہنا کہ
 حضرت سیدی محمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مرد فانی کا بارش
 اور اس کے لشکروں کی جان پر لگی، مجبوراً ابن عمر غفلت پر محض کیا۔
 اسی میں ہے :

”سیدی شمس الدین محمد مفتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچہ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہک ایک کھڑاؤں ہوا پوچھنے لگا: کھانب ہو گا! اللہ کو جسے میں کہوں راہ اس کے ہوا پر چلائے گا مفتی: دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو کھڑاؤں لگا کر اسے اپنے پاس رہنے دے، جب تک وہ پہلی دایں آئے۔ ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور مذاہا کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے۔ جب پھر میرے سید پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا: یسیتی محمد باجنی! اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اُس کے سید پر لپکی کہ کوشش نہ کر اُٹا ہو گیا اور مجھے بہ برکت حضرت النور عزوجل سے نجات بخشی ملے۔

اُسی میں ہے :-

”وہی موصوف قدس ستر کی ذریعہ مقصد یہاں سے قریب لگ جو میں تو وہ دیکھ
خاک کرتی تھیں یا سیدی احمد یا بدوئی قادیان کی لئے میرے سرواڑے
احمد بدوئی حضرت کی تو میرے ساتھ ہے، ایک دن حضرت سیدی احمد بھی
جیئے تھے ان کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کب تک مجھے یہاں سے اور مجھ سے

سید عبدالوہاب شترانی نام: طبقات الکبریٰ مطبوعہ مکتبہ معطفی الہابی، مصر ۲۷ ص ۹۴

۱۰۵ ص

فدا کرتے تھے میں ان میں ہوں جو اپنی قبر میں تقوت فرماتے ہیں جسے مٹی جاتا
جو میرے پاس میرے چہرہ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی
حاجت کہیں گے زود فرما دوں گا۔
اسی میں ہے :-

"مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مرین بن احمد اشعری رضی اللہ تعالیٰ
سے نہضو فرماتے ہیں ایک کھڑاؤں کا در مشرق کی طرف پھینکی، سال
بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس پہنچی، نہضو
نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدو متع نے ان کی صاحبزادی پر دست
درازی ہوئی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پرورش حضرت سیدی مرین کا
ہم معلوم نہ تھا، میں نہا کی، پاشیخ آئی لاٹھیلی، اگلے میرے باپ کے پر پہنچے
بچائیے، یہ نہا کر کے ہی وہ کھڑاؤں آئی، لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں
ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔" طے

اسی میں سیدی مرے الہ عزوجل رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں :-

كَانَ رِادَا سَادَةً مُرِيدَةً أَحَابَاتٍ مِنْ قَسِيْرَةٍ
سَسْتِ اَذْ اَكْتَرَتْ

"جب ان کا مرد جہاں کہیں سے انہیں نہا کر تا، جواب دیتے اگر تیرے
سال مہر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد۔"

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی انباء الانبیاء شریف میں ذکر

مبارک حضرت سیدہ اہل شہ سبا و اکتی والدین ابراہیم عطار اللہ انصاری القادری الشطاری
ابھینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت مدوح کے رسالہ مبارک شفا سے نقل فرماتے ہیں :-
"ذکر شیف اذواج یا احمد یا محمد درو و دروین ست، ایک طے بن
آنت یا احمد را دراست گجیر و یا محمد را درچا گجیر و درو دل مزب کند
یا رسول اللہ طریق دوم آنت کہ یا احمد را در راستا گوید و چا یا محمد درو دل
وہ کند یا مصطفیٰ۔ دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا علیہ شش غری ذکر کند
کشف معج اذواج خود و دیگر اساتے کشف مقرب ہیں تاہر دارند یا جبریل
یا میکائیل یا اسماعیل یا یسرائیل چا رضی، دیگر ذکر اسم شیخ یعنی گجیر یا شیخ
یا شیخ ہزار بار گجیر کہ حرف نہا را ازل کہ شد طرف راستا برد و لفظ شیخ را در دل
مزب کند۔" طے

حضرت سیدی نور الدین عبد الرحمن مولانا حامی قدس سرہ السامی لفظ اللہ
شریف میں حدیث مولوی عنوی قدس سرہ العالی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا زوق اللہ
روح نے قریب انتقال ارشاد فرمایا :-

"اروق بن ملک شوبکہ کہ نور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بعد از صد و پنجاہ
سال پر روح شیخ فید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ کی گدہ مرشد اوشد۔"

اور فرمایا :-

"درہر حالے کہ ہاشیہ مرا یا دکنید تا من شمارا نمید باشم درہر لباس کے
ہاشم۔"

اور فرمایا :- "در عاقبہ مارا تو من ست کیے بہ بدن دیکے بشما وچوں بہ عنایت حق سبحانہ

شمر کی ترکیب پر نقل کرتے ہیں :-

"اول در وقت نفل بعد از اذان یکصد و یازدہ بار در دو بعد از اذان یکصد و یازدہ بار کلمہ تہجد یک صد و یازدہ بار سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ الْعَالَمِينَ

چند بار پڑھیں۔"

اسی ائمہ سے ثابت کہیں شاہ صاحب اور ان کے شیخ و اساتذہ حضرت مولانا طاہر مدنی جن کی خدمت میں قدوٹوں وہ کر شاہ صاحب نے حدیث چرچی اور ان کے شیخ و اساتذہ والد مولانا ابراہیم کروی اور ان کے اساتذہ مولانا احمد قاسمی اور ان کے اساتذہ مولانا احمد شاہی اور شاہ صاحب کے اساتذہ مولانا احمد علی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر مراسل حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیرو مشد شیخ محمد سعید لاہوری جنہیں اقباء میں "شیخ معرشفہ" کہا اور اعیان مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے پیش شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبدالملک اور ان کے مشد شیخ یازدہ تانی اور شیخ شاہی کے پیر حضرت سید مصطفیٰ اللہ بروجی اور ان دونوں صاحبوں کے پیرو مشد مولانا وجیہ الدین علوی شاہ دہلیہ و شرح وفایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد زینت گوالیاری علیہم رحمۃ الملک الباری۔

یہ سب اکابر باطنی کی مندریں لیتے اور اپنے قائمہ و مستغنیوں کو اجازتیں دیتے اور باطنی کا وظیفہ کرتے و شاہ کھجور السامیہ، جسے اس کی تفصیل کچھ ہو فقیر کے رسالہ اشہار الانوار و حیاۃ القلۃ فی بیان تسامع الاموات کی طرف رجوع کرتے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے بسا اوقات اللہ تعالیٰ میں حضرت ارفع و اعلیٰ امام اہل نظام الاولیاء حضرت سیدی احمد ذوق مغربی قدس سرہ اساتذہ الامام شمس الدین عسائی رام شاہ بلوچ قسطلانی شاہ صبح بخاری کی مدح غلط کچھ کہ وہ جناب ابدال صاحب و محققین صوفیہ سے ہیں شریعت حقیقت کے جامع باوصف مغز باطن ان کی تصانیف علم پر طاری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں

اکابر علم و فکر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم و عارف کے شاگرد ہیں یہاں تک کر کھار۔
"بالجود و جلیل القدر کے مست کہ نہ تری کمال و ذوق الکرار است"

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو تیس نقل کیس کر فرماتے ہیں :-
اَنَا لِمُؤَيَّدِي جَامِعِ قَدِشْتَابَةِ اِذَا سَاطَلَ حَقُّ الدِّمَانِ يَسْكُبُهُ
وَاِنْ كُنْتُ فِي حَقِّهِ ذَكَرْتُ قَوْحَتَهُ فَتَادِيَا زَوْقِي اَلَيْتَ يَسْرِعَتِ لَه
یعنی میں اپنے سریر کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب تک تم
نہا نہ اپنی محرمت سے اس پر تندی کرے اور اگر تو کجی و تکلیف و وحشت میں
ہو تو یوں نہا کر یازدہ بار "میں فوراً اُموچو دیوں گا"

علامہ زبیدی پھر علامہ لاہوری صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ پھر علامہ داؤدی عثمینی شیخ منیع پھر علامہ شاہی صاحب رد المحتار حاشیہ پر مختار گم شدہ چیز طبع کے لئے فرماتے ہیں کہ ہندی پرچاکر حضرت سیدی احمد بن علوان اپنی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر انہیں نما کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان۔ شاہی شہرہ و معروف کتاب ہے، فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہاشم نمبر پر ذکر کی۔

غرض یہ عبادہ کرام سے اس وقت تک کہ اس قدر اثر و اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعت تخلیق میں جمع کئے۔ اب مشرک کہنے والوں سے عافیت متا پر چھپتے کہ عثمان بن حنیف و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر یا کہ مراد منی اللہ تعالیٰ عنہم سے لیکن شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں، اگر انکار کریں تو انھیں کفر باہت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک نہایت

لے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، لسان اللہ شہنشاہ صاحب کبھی کر چکی ۲۵۰ ص

لے شاہ جہان علی، قائمہ رد المحتار، جمع و جمع، اراکت العربیہ، مکرری، مصر، ۲۳ ص ۲۵۰

کفر و شرک کا فتوے جاری کرے تو ان سے اسلئے کہ اللہ ہمیں ہدایت کرے زرا اٹھکھٹک کر بکھر
 دیکھو تو کہے گا اور کیا ہے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اور مان لیجئے کہ میں نبی
 کی بنا پر صابر رہے کہ اگر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک و کافر تھے یہ نبی
 خدا و رسول کو کس قدر دشمن ہو گا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جو کسی مسلمان کو کافر کے خود کا فر ہے اور بہت اہل
دین نے مطلع کیا اس پر فوجوں و جاس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ اٹھویں لکھی کہ
الاستقامۃ و الدوامی علی التعلیل میں لکھی کہ ہر ایک کو حکم امتداد بخیر و شر میں تاہم اس قدر میں
کہ ان میں کہ ایک گروہ احمد کے نزدیک یہ حضرات کہ یا رسول اللہ و یا علی و یا حسین یا نبوت
البتلیٰ کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں خود کا فر ہیں تو ان پر لازم کہنے ہمارے
سے کلمہ اسلام نہیں اور اپنی عورتوں سے نکاح حدید کریں۔ درمختار میں ہے کہ
عَلَامَاتُ الْيَوْمِ بِالْإِسْتِغْفَارِ وَالنُّوْبَةِ وَتَحْدِيدِ الْإِسْلَامِ

فائدہ :- حضور سید عالم ﷺ نے تعلیم و سکھ کو نہاد کرنے کے سہمہ دلائل سے "التحقیات" سے جسے ہر نزاری ہر نزاری کی روح و کثرت پر چھتا ہے اور اپنے نبی کریم ﷺ کی افضل الصلوٰۃ والسلام عرض کرنا ہے السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہَا سلام حضور پر اسے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر خدا و مالک اللہ شرک ہے تو یہ بے شرک ہے کہ میں نماز میں شریک نہ ادا کروں
ہے وَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ الْعَظِيمَ اور یہ جہاں متنازعہ مسائل باطل و الحقیات
نماز آتیس سے دہے پہلی آیت ہے تو تصور ان غفلتوں کی کہ اب وہ نہ پہلی علیٰ حق تعالیٰ و علم
کی بارگاہ و شکرانیت مغفروہ نماز میں کوئی نہ کر گیا انہیں رکھا جس میں صرف زبان
سے لفظ نکالے جائیں اور سترے طوائف جنوں، نہیں نہیں بلکہ فقیہی اور کارہے کہ الَّتِي تَشْكُرُ
يَذْكُرُ الصَّلَاةَ وَالطَّيِّبَاتُ سے صحابہ علیہم السلام عَالِدِينَ اللَّهَ الْعَظِيمَ

وَحَمْدُهُ أَتَمُّ وَجَدَتْ كَاتِبُهُ يَرَادُهُ كَرَمُهُ كَأَنَّ قَوْلَهُ فِيهِ سَلَّمَ لِقَائِهِ تَعَالَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
 كَلَامًا كَرِيمًا وَأَوْحَى مَعْنَى بَالِقَدَرِ عَمَّنْ كَرَّمَ بَاهُؤُنَّ كَرَّمَ كَلَامًا مَعْنَى بَلَّغَ نَبِيَّ أَوَّلَانَهُ كِي حَمْدُهُ وَارَاسِي
 بَلِّغْتُمْ قَوْلَهُ عَالِمِي فِيهِ مَشْرُوحٌ قَدْوَرِي سَهْلٌ هِيَ ۱-

لَا بُدَّ أَنْ يَقْضَى الْفَاقِطُ الشَّهَدُ مَعَهَا الَّتِي بَصَّغَتْ
لَهَا مِنْ عِنْدِهِ أَنْتَ مُحَمَّدِي لِلَّهِ تَعَالَى وَ يُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
نَعَامٌ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى نَعِيمِهِ وَعَلَى أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى

تو میرا اصرار اور اس کی شہر دہر بخار میں ہے :-

(وَبَقُّدُ بِالْقَاطِطِ الشَّهِيدِ) مَعَانِيهَا مُرَادَةٌ لَهُ عَلَى وَجْهِ الْأَشْرَافِ

يَعْبُدُ اللَّهَ نَعْلًا وَبُتْلَةً عَلَى مَثَلٍ وَعَلَى نَفْسٍ وَأُولِيَاءٍ (لَا إِلَهَ إِلَّا)

عَنْ ذَلِكَ ذَكَرَهُ فِي التَّحْقِيقِ

ملا کہ حسن شہر نیلانی مراقی اصلاح شہر نور الایضاح میں فرماتے ہیں :-

بِهَذَا مَعَانِيهِ مُرَادَةٌ لَهُ عَلَى أَنَّهُ يَفِيضُهَا نَحْوِيَّةً وَسَلَامَةً

اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی، اس پر بعض منافقین نے سختیوں پر غدر کر دیتے ہیں کہ مصلوۃ والسلام پچھتے پر جانکر مگر قدر میں تو ان میں اندر جاننا اور ان کے ماورا میں ناجائز حالاکہ یہ سخت جہالت سے مزین ہے، قطعاً غلط بات، اعتراض سے جو اس پر وارد ہو جوتے ہیں، ان پر چونندوں نے انتہائی حد تک کثرت درود و سلام میں جن میں حکمت کے تمام احوال و اعمال و اذکار و اذکار و وقت مگر ہر عرش و مآثر و حوض و سبیل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کئے جاتے ہیں۔ احادیث کی تشریح میں تصریح ہے کہ مصلوۃ اعمال میں سب سے زیادہ مقدس فعل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہو جوتے ہیں اور وہی مکمل

مجلد نورانی کتب خانہ و پشاور ج ۱ ص ۷۲

مطبعة بیروت ۱۶ ص ۳۴۲

شرح مواهب اللدنية مطبوعه دار المعرفة بيروت ٥٢٠ ص ٣٣٤

مرآتی الفلاح مع شرح الطحاوی (مطبعة الانزلیة، مصر) ص ۱۶۵

نبی کے کریم صلوٰۃ والسلام اور والدین و اعضاء و اقارب سب پر عرض اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے
 رسالہ سلطنتِ مصطفیٰ فی حکومتِ کل الزمٰنی میں دو سب حدیثیں جمع کیں یہاں اسی قدر بس ہے کہ
 اہم اہل محمد اللہ کے مبارک رحمت اللہ تعالیٰ علیہ صریحتِ حدیث کہ استیجابِ اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی
 نہیں ہیں قَالَ لَا تَقْرَءُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا
أَقْرَبَ عُدُوًّا وَخَشِيئَةً أَوْ يَكْفُرُ بِهِمْ إِلَّا هُوَ۔

یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں کسی نے یہاں سلطنتِ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمال اقامت
 ہر صبح و شام میں نہ کیے جاتے ہوں تو صلوات کا اپنے انقیاد کو بھاننا ان کی علامت اور
 ان کے اعمال و دونوں وجہ سے ہے، اہل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی آہ و صوفیہ نہیں کرے
 فقیر نے اللہ تعالیٰ نے جو توفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتاب ہو کر دکھائی ہے
 مگر صنعت کے لئے اسی قدر کافی اور مددِ ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَلَائِكَتِهِ
وَالسَّامِعِينَ إِلَيْهِ وَتَحِيَّاهُ سَلَامًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

محمد بن عبد المطلب احمد رضا البریلوی

علیٰ بن ابی طالب علیہ السلام علی اللہ تعالیٰ

محمد بن حسن علی قادری
 عبد المطلب احمد رضا خان